SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, December 11, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Acting Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط وَلَنَجْزِيَنَّ
الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ
عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِ
يَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

(النحل ٩٥ تا ٩٨)

ترجمہ :- اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس
کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ (کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں
مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے ﴿٩٥﴾ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ
ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا)
اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے ﴿٩٦﴾
جو شخص نیک اعمال کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس
کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں)
اُنکے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے ﴿٩٧﴾ اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان
مردود سے پناہ مانگ لیا کرو ﴿٩٨﴾

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, December 11, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Acting Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ
الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ
عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِ
يَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

(النحل ۹۵ تا ۹۸)

ترجمہ :- اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس
کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ (کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں
مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے ﴿۹۵﴾ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ
ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا)
اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے ﴿۹۶﴾
جو شخص نیک اعمال کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس
کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں)
اُنکے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے ﴿۹۷﴾ اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان
مردود سے پناہ مانگ لیا کرو ﴿۹۸﴾

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

جناب قائم مقام چیئرمین : جزاک اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

In pursuance of sub-rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the December, 1988 Session of the Senate of Pakistan :

1. Mr. Muhammad Tariq Chaudhry
2. Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui
3. Mr. Sartaj Aziz

PRIVILEGE MOTIONS

Mr. Acting Chairman : Privilege motions. Prof. Khurshid Ahmed.

(i) *RE* : FAILURE OF THE GOVT. IN HOLDING A JOINT SITTING AS ENVISAGED IN ARTICLE 56(3) OF THE CONSTITUTION

Prof. Khurshid Ahmed : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

I seek the leave of the House to move that the privilege of the Senate and all its members has been violated by flouting the provisions of Articles 56 clause (3) of the Constitution by not calling a joint sitting of the two Houses after the general election of the National Assembly and informing the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons before holding a normal session of the Senate. I, therefore, beg to move that this violation of the Constitution and of the privilege of the Senate be discussed forthwith to the exclusion of any other business.

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ پروفیسر صاحب۔ اس سے پہلے ایک دو اور تحریکیں استحقاق کی ہیں، آپ کا نمبر ان کے بعد ہے۔ معذرت کے ساتھ۔ پہلے وہ دو move ہوں تو پھر آپ اس کو move کریں۔

پروفیسر خورشید احمد : بہتر۔

Syed Abbas Shah : Point of order, Sir. Privilege motion has been moved and it is not.......

Mr. Acting Chairman : I did not want to interrupt Prof. Khurshid otherwise it is placed on the 4th position on the Orders of the Day.

Syed Abbas Shah : Sir, but it is moved now.

Mr. Acting Chairman : Abbas Shah Sahib, I think, it will make no difference if it is taken later on.

Syed Abbas Shah : It is alright, I am just talking according to the rules. He has just moved it. Now, it is to be considered as moved in the House, I think.

Mr. Acting Chairman : It has not been published on the first number on the Orders of the Day, I am sorry. It is no point of order. Mr. Muhammad Tariq Chaudhry.

(ii) *RE:* TELECAST OF INCOMPLETE AND MISLEADING NEWS REGARDING JUDGEMENT OF LAHORE HIGH COURT AGAINST THE PRESIDENT'S ACTION OF 29TH MAY, 1988

جناب محمد طارق چوہدری :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۲۷ ستمبر ۸۸ کو لاہور ہائیکورٹ کی طرف سے اسمبلیوں کی برطرفی کے بارے میں پاکستان ٹیلی ویژن نے نہ صرف ادھوری بلکہ گمراہ کن خبر نشر کی۔ میں اور میرے دوسرے سینیٹر دوست جو سندھ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی میں موجود تھے انہوں نے اس خبر کو سُنا تو ان کا متفقہ تاثر یہ تھا کہ لاہور ہائیکورٹ نے رٹ خارج کر دی۔ دوسرے بین الاقوامی ذرائع ابلاغ اور اگلی صبح پاکستانی اخبارات پڑھنے تک ہمیں حقیقی صورت حال کا قطعی اندازہ نہیں تھا۔ پاکستان ٹیلی ویژن قومی ادارہ ہے اور واحد سرکاری ذریعہ ہے جس سے صحیح خبریں اور درست معلومات کی ہم توقع رکھتے ہیں۔ گمراہ کن خبر نشر کرکے اس ادارے نے پوری قوم کو دانستہ اندھیرے میں رکھا اس طرح ہمیں غلط اور گمراہ کن اطلاع فراہم کرکے ہمارے حق کی نفی کی گئی ہے۔ لہٰذا اس ادھوری اور غلط خبر نشر کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی تجویز کرنے کے لئے میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائمقام چیئرمین :- طارق صاحب ، کیا خیال ہے ، اس پر مزید کوئی سٹیٹمنٹ دیں گے یا نہیں ؟

جناب محمد طارق چوہدری :- جی ہاں ، بالکل ہلکی سی ...

Mr. Acting Chairman : As you suggest

پروفیسر صاحب آپ کی بھی ایک تحریک استحقاق ہے جو کہ اسی موضوع پر ہے ، اس لئے آپ بھی move کر دیجیئے۔

پروفیسر خورشید احمد :- جناب والا ! میری تحریک اس سے مختلف ہے ۔

Mr. Acting Chairman : Privilege motion No. 7

پروفیسر خورشید احمد :- پریویلج موشن نمبر سات ، میرے پاس نہیں ہے ۔

جناب قائمقام چیئرمین :- نہیں ، یہ نمبر ۴ ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد :- نمبر چار اس سے مختلف ہے ، یہ substantively مختلف issue پر ہے ۔

جناب قائمقام چیئرمین :- right ، طارق صاحب ، اس پر آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں تو فرمائیں ۔

جناب محمد طارق چوہدری :- سر

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے ، جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لئے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

ہمارے فاضل دوست ، قریبی حریف ، بلکہ اوّلین حلیف جو تھے ، آج میں ان کو یہ oppose کرتے ہوئے دیکھوں گا ، مبارک باد تو میں پہلے دے چکا ہوں ۔

جناب حامد ناصر چٹھہ صاحب ہوں ، قاضی عبدالمجید عابد صاحب ہوں ، چوہدری شجاعت صاحب ہوں ، الٰہی بخش سومرو صاحب ہوں ، یا پھر

آج مسٹر جاوید جبار صاحب ہوں ، ان کی زندگیاں ہمارے سامنے کھلی کتاب ، بلکہ دیوار پر لکھے اشتہار کی مانند واضح ہیں ، لیکن کس طرح خبروں کو توڑا جاتا ہے مروڑا جاتا ہے ، جو خبر ٹیلی ویژن پر نشر کی گئی وہ کچھ اس طرح تھی ، یہ ۲۷ ، ستمبر کو نشر کی گئی :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، السلام علیکم ، پاکستان کا معیاری وقت ... اور پھر یہ پہلی خبر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے کالعدم قومی اسمبلی کی بحالی کے خلاف فیصلہ دیا ہے ، اور کہا ہے کہ صدر کے اعلان کے مطابق عام انتخابات ۱۶ ، نومبر کو کرائے جائیں گے ۔ اور پھر اس کی تفصیل بتاتے ہوئے خالد صاحب نے جو کہ خبریں پڑھ رہے تھے ، خبر نشر کی کہ لاہور ہائی کورٹ نے کالعدم قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کی بحالی کے خلاف فیصلہ دیا ہے ۔ عدالت کے فل بنچ نے اسمبلیاں توڑنے کے خلاف رٹ درخواستوں پر فیصلہ سُناتے ہوئے اپنے مختصر حکم میں کہا ہے کہ صدر پاکستان کے اعلان کے مطابق انتخابات ۱۶ ، نومبر کو کرائے جائیں عدالت نے کہا ہے کہ آئین کی روح یہ ہے کہ مملکت کے امور جمہوری انداز میں چلائے جائیں اور اس مقصد کے لیئے آئین میں واضح شقیں رکھی گئی ہیں ۔ ان شقوں کے مطابق قائم مقام صدر نے اپنا عہدہ سنبھالا اور اعلان کیا ہے کہ مرحوم صدر کے اعلان کے مطابق نمائندہ اداروں ، قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ۱۶ ، نومبر کو کرائے جائیں گے اور آئین کے مطابق اقتدار منتخب نمائندوں کو منتقل کر دیا جائے گا ۔ حکم میں کہا گیا ہے کہ ان حالات کے پیش نظر آئین کی شق ۱۹۹ کے تحت عدالت کا دائرہ اختیار کالعدم قومی اسمبلیوں کی بحالی کی اجازت نہیں دیتا ۔ عدالت نے اپنے حکم میں کہا ہے کہ جمہوری عمل میں کوئی مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی عوام کی مرضی میں رکاوٹ ڈالی جائے یا اسے ناکام بنایا جائے ۔ عدالت نے کہا ہے کہ ایک آزاد قوم کے شایان شان طریقے

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

کے مطابق ملک کو آئینی راہ پر گامزن ہونے دیا جائے"۔ پھر آگے ان سب جج صاحبان کے نام آتے ہیں۔

جناب والا! یہ ٹیلی ویژن کی خبر ہے جو کہ نشر کی گئی۔ اور اس معزز ایوان کے کسی بھی رکن سے آپ اس تاثر کو پوچھیئے کہ اس خبر کے ذریعہ سے انہوں نے کیا تاثر ابھارا ہے اس خبر کا فوری اور پہلا ردعمل یا تاثر یہی بنتا ہے کہ ہائی کورٹ کے فل بینچ نے اس رٹ کو خارج کر دیا اور رٹ کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے یہ حکم سنایا جب کہ دراصل وہ فیصلہ اس طرح تھا کہ ۲۹ مئی کے حکم کو خلاف قانون اور خلاف آئین قرار دے دیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ اسمبلیوں کا توڑنا غیر قانونی تھا، لیکن چونکہ جمہوری عمل شروع ہو چکا ہے، اس لئے اب اس عمل میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ یہ اس عدالت کا منشا تھا لیکن اس منشا کو اس طرح سے دہرایا گیا۔ اب اس میں کوئی شک نہیں کہ نئی صبح طلوع ہو چکی ہے، پارٹیوں کی بنیاد پر انتخابات ہو چکے، نئی حکومتیں آچکی ہیں۔ پُرانے لوگ جا چکے ہیں، اور نئے ہمارے وزیر اطلاعات نے کل اپنی جو ترجیحات ہمیں بتائی تھیں، وہ بڑی شاندار ہیں، اللہ کرے کہ وہ ان پر عمل درآمد بھی کر سکیں لیکن اس کے باوجود میں نے جیسے عرض کیا کہ اس خبر کو اس طرح نشر کروانے میں صاف ظاہر ہے کہ اس وقت کے وزیر اطلاعات جناب الٰہی بخش سومرو صاحب کا کوئی حصہ نہیں تھا، ان کو یہ معلوم بھی نہیں ہوگا کہ یہ خبر اس طرح نشر کی جا رہی ہے۔ اس کے پیچھے کچھ اور پردہ نشین ہیں، کچھ اور لوگ ہیں اور آج کے دور میں جیسے اقبال نے کہا کہ

"پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے"

جناب اب تو یہ مسئلہ بھی نہیں رہا ہے، ان پردہ نشینوں کے نام سامنے لائے جائیں۔ ان جراثیم کو ہمیں بھی دکھایا جائے اس حکومتی

خورد بین کے ذریعے سے، جو اس طرح کے اقدامات کرتے ہیں، قوم کو گمراہ کرتے ہیں، ہمیں غلط اطلاعات دیتے ہیں، حکومت بدل جانے کے ذریعہ سے وہ مستقل بیٹھے ہوئے جر لوٹے اپنی جگہ پر قائم ہیں، ان کو سامنے لایا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے، ان کو سزا دی جائے، حکومتوں کے بدل جانے سے ان کے گناہوں پر پردہ نہیں پڑ جاتا، ان کے گناہ معاف نہیں ہو جاتے۔ بلکہ نئی حکومت کی زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ پچھلے حکومتوں نے جو غلط اقدامات کئے ہیں، ان کا احتساب کیا جائے تاکہ آئندہ آنے والوں کے لئے اور خود ان کے لئے عبرت ہو۔

Mr. Acting Chairman : Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Thank you Mr. Chairman. The incident referred to as you are aware, took place on the 27th of September which is a few weeks before the present Government assumed responsibility for the control of government owned media. There are perhaps two ways to look at this privilege motion. One strictly on the grounds of technicality. If you look at it from this point of view, it is; possibly infructuous because events in the country and in Parliament have overtaken the incident referred to. However, there is a substantive view to be taken of this privilege motion because I think it represents the concept of continuity of truth whether the country, the people of Pakistan and media of Pakistan are committed to the concept of truth as indivisible entity and if we look upon it in this context I agree entirely with the mover of the motion—Senator Tariq Chaudhry that this incident is a gross violation of all norms of respect for the judiciary of Pakistan and for the judiciary of the world to callously omit a specific part of a judgement which is a substantive part of the judgement is to render disrespect to the institution of the judiciary.

Secondly, Mr. Chairman, it is a misuse of official media. In fact, even if privately owned media were to do this it would also be considered a disrespect and a misuse of media which serves a public purpose.

Now, before us Mr. Chairman, we have the choice; if you hold the privilege motion in order it could stand referred automatically according to the rules to the Committee of Privileges and Procedures and we can undertake a suitable investigation and report back to the House. However, if you and the House deem fit since this incident belongs to the past if we do not wish to dig up the debris of the past we have a choice and we can make a new beginning and I therefore, place myself at the will of the Chair and the House to decide on this motion. As far as our official response is concerned we do not object to the admissibility of the motion. Thank you.

جناب محمد طارق چوہدری : جناب محترم جاوید جبار صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد مجھے توقع ہے کہ وہ اپنے رول کو بہت بہتر طریقے سے ، گزشتہ سے پیوستہ رکھتے ہوئے ، بہت بڑی تبدیلیاں لانے میں کامیاب ہوجائیں گے ۔ کیونکہ آج ہمارا اور ان کا پہلا اس طرح کا رابطہ ہے ، جو ہمارے خاک بسر ساتھی تھے آج تخت نشین ہوئے ہیں ، اس مبارک موقع پر میں اسے پریس نہیں کرتا ۔

Mr. Acting Chairman: Not pressed.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں بھی اس موقع پر اپنے نئے بننے والے وزیر اور سابق اپوزیشن کے حلیف جاوید جبار صاحب کو ان جذبات کو جن کا انہوں نے اظہار کیا ہے مبارک باد دیتا ہوں لیکن for the sake of record یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے جواب میں جس بنیادی اصولوں کی وضاحت کی ، ہم توقع رکھتے ہیں کہ موجودہ حکومت اور ہر وہ حکومت جو جمہوریت کی علمبردار ہونے کا دعویٰ کرے وہ اس اصول کو پیش نظر رکھے گی ۔ خواہ وہ عدالت کے فیصلے ہوں یا پارلیمنٹ کے اراکین کی تقاریر ہوں یا سیاسی پارٹیوں کے بیانات ہوں ان میں جو substantive نکات ہیں official media ان کو مِن و عن پیش کرے گا اور ایسی کتر بیونت نہیں کرے گا جس کے نتیجے کے طور پر خواہ عدلیہ ہو یا پارلیمنٹ ہو یا دوسرے ادارے ان کا نقطۂ نظر صحیح صحیح قوم کے سامنے نہ پہنچ سکے حق و صداقت کے ساتھ وفاداری کا یہ تقاضا ہے اور جس کا سہارا لے کر انہوں نے اس موشن پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں اس کی تائید بھی کرتا ہوں اور تلقین بھی کرتا ہوں کہ حکومت ایسی پالیسی کو لے کر کے چلے ۔ شکریہ !

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I am conscious of the observation of the two members but I would emphasize that this Government under the leadership of Prime Minister Mohtrama Benazir Bhutto has already within one week of its assuming

responsibility given substantive proof that it respects public opinion and that it allows and wishes to encourage open in public debate and the number of changes that have already been initiated in the information sector are an indicator of the kind of policies that we proposed to implement.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں ....

Mr. Acting Chairman : Do not make a debate out of it

دونوں طرف کے arguments آ گئے ہیں انہوں نے نوٹ کر لئے ہیں I really appreciate اور آپ پروفیسر صاحب اپنی اگلی پریویلج موشن نمبر ۱۴۸ پیش کریں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں نے اس سے پہلے کئی پریویلج موشنز بھیجی ہوئی ہیں۔ اور مجھے علم ہے کہ قواعد کے تحت ایک سیشن میں ایک ہی پریویلج موشن لی جا سکتی ہے اور میری سب سے آخری پریویلج موشن ہے جسے میں نے اس سے پہلے پڑھ کر سنایا جو سب سے اہم ہے اور جو time bound بھی ہے اس لئے کہ اس کا تعلق خاص آج کے سیشن سے ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں آج کی محفل میں سب سے پہلے اس پریویلج موشن کو لوں اور اسی پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

جناب قائمقام چیئرمین : اور اس کو پھر...... وہ وسیم سجاد صاحب کی اور آپ کی دونوں ایک ساتھ ہیں اس کے متعلق پروفیسر صاحب کیا خیال ہے اس کو ڈراپ کر دیں۔

پروفیسر خورشید احمد : نہیں ڈراپ نہیں ہوا کرتی۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب ہم ایک پریویلج موشن لیتے ہیں تو دوسری مؤخر ہو جاتی ہے۔ رولز کے تحت یہی قاعدہ ہے کہ ایک سیشن میں ایک لی جا سکتی ہے۔ اور باقی جو ہیں وہ آگے بڑھ جاتی ہیں۔ اور میری کم از کم تین

[Prof. Khurshid Ahmed]

پریولیج موشنز اس کے علاوہ اور ہیں۔ ان کو آپ آئندہ کے لئے ڈیفر کر دیں۔ اور آج آپ اس کو لے لیں۔ میں نے چونکہ یہ پہلے پڑھ دی تھی لیکن آپ نے اسے official قرار نہیں دیا تھا لہذا اسے میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

I seek the leave of the House to move that the privilege of the Senate and of all its members has been voilated by flouting the provisions of Article 56, clause (3) of the Constitution by not calling a Joint-Sitting of the two Houses after the General Elections of the National Assembly and informing *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons before holding a normal session of the Senate. I, therefore, beg to move that this violation of the Constitution and of the privilege of the Senate be discussed forthwith to the exclusion of anyother business.

جناب قائمقام چیئرمین: شکریہ۔ وسیم سجاد صاحب آپ بھی move کر دیں۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the privilege of the House and of the members of the Senate has been breached by not calling a session of the two Houses assembled together as required by Article 56(3) of the Constitution of Pakistan. In this manner, the Senate has been deprived of its constitutional right to debate the policies of the Government after the general elections in the country. It is, therefore, requested that the breach of privilege be discussed in the House.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Is it being opposed ?

Mr. Aitzaz Ahsan : It is opposed, Sir.

Mr. Chairman,......

(Interruption)

Mr. Acting Chairman : Mr. Aitzaz you please take your seat. Let them make brief statements first then you can respond.

Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہم اس وقت بڑے ہی اہم دستوری اور سیاسی مسئلے پر بحث کر رہے ہیں اور میں آپ سے، ایوان سے اور حکومت سے اس بات کی توقع

رکھتا ہوں کہ وہ اس مسئلے پر دستور، قانون اور جمہوری روایات کی روشنی میں غور کرے گی اور پارٹی عصبیت کی بنیاد پر اس پر غور نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح سینیٹ کے پہلے اجلاس میں جس میں ہم ایک نئی فضا میں مل رہے ہیں شاید کوئی بہتر روایات قائم کر سکیں۔ اس گزارش کے ساتھ جناب والا! میں اصل مسئلے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے دستور میں جس پارلیمانی نظام کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں ایک فریم ورک ہے۔ اس کے کچھ عناصر اور پہلو ہیں اور اس کے کچھ تقاضے ہیں۔ ان چیزوں کو ملحوظ رکھنا اور یہ دیکھنا کہ انہیں ملحوظ خاطر رکھا جا رہا ہے۔ یہ اس ایوان کی اور پارلیمنٹ کی ذمہ داری ہے

جناب والا! میں سب سے پہلے دستور کی آرٹیکل ۵۶ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ آرٹیکل ۵۶ کا آپ ذرا مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ اس آرٹیکل میں سب سے پہلے پریذیڈنٹ کے اس اختیار کو establish کیا گیا ہے۔

The President may address either House or both Houses assembled together and may for that purpose require the attendance of the members.

دوسری کلاز میں صدر کو دوسرا اختیار دیا گیا ہے۔ اور وہ ہے۔

The President may send messages to either House whether with respect to a Bill then pending in the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) or otherwise, and a House to which any message is so sent shall with all convenient despatch consider any matter required by the message to be taken into consideration.

اس کے بعد پھر اس میں یہ کہا جاتا ہے کلاز (۳) جس پر میں سب سے زیادہ توجہ دے رہا ہوں۔

At the commencement of the first session after the general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together, and inform *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons.

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس کے بعد دوسری چیزیں ہیں جو اس کے طریقۂ کار وغیرہ سے متعلق ہیں۔ جناب والا! آپ اس امر سے واقف ہیں کہ پارلیمانی نظام اور صدارتی نظام میں، صدر پارلیمنٹ میں کس طریقے سے اپنی بات پیش کرتا ہے جو بنیادی فرق ہے۔ صدارتی نظام میں صدر پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہوتا۔ وہ کسی بحث کے اندر intervene نہیں کرسکتا لیکن اسے یہ موقع حاصل ہوتا ہے کہ اگر کوئی message اسے دینا ہو یا اگر کبھی وہ پارلیمنٹ کو ایڈریس کرنا چاہے تو وہ ایڈریس کرسکتا ہے امریکہ یا جن ممالک میں صدارتی نظام ہے وہاں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اس کے برعکس پارلیمانی نظام میں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ پارلیمنٹ اپنی جو بھی ذمہ داریاں ہیں، ادا کرے ایک خاص نظام کے ماتحت۔ اور اس نظام کا ایک لازمی حصہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے اوّلین اجلاس میں صدر کا خطاب ہوتا ہے۔ اور یہ صدر کا خطاب دراصل حکومت کی پالیسیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس کے اندر یہ بتایا جاتا ہے کہ بنیادی issues پر حکومت کی پالیسی کیا ہے حکومت کیا legislation لانا چاہتی ہے session میں اس کا پروگرام کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے چونکہ پارلیمانی نظام اختیار کیا ہے تو ہمارے دستور میں صدر کے خطاب کی ایک غیر معمولی اہمیت ہے۔ لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ دستور کے تحت صدر کے address کی دو شکلیں ہیں۔ ایک discretionary ہے اور ایک obligatory کلاز ۱ میں صدر کے خطاب کی جو provision فراہم کی گئی ہے وہ obligatory ہے لیکن کلاز (۳) میں جو دی گئی ہے یہ discretionary ہے۔ یہ صدر کے لئے لازم ہے اور پارلیمنٹ کے لئے لازم ہے کہ جب نیا الیکشن ہو تو اس الیکشن کے بعد پارلیمنٹ کی کارروائی

کا آغاز جس عمل سے ہو، وہ صدر کا خطاب ہے۔ اس خطاب کے بعد اس پر بحث ہو گی اور پھر کوئی اور مسئلہ لیا جا سکے گا۔

جناب والا! میں اس وقت تاریخ میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن آپ کو یاد ہو گا کہ جہاں تک برطانوی پارلیمنٹ کا تعلق ہے۔ اس نے اس سلسلے میں بڑی حد تک اپنی روایات پیش کی ہیں۔ برطانوی پارلیمنٹ میں قاعدہ یہ ہے کہ نئی پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ کا ہر سیشن Queen کے خطاب سے شروع ہوتا ہے اور اس سے پہلے کوئی اور کارروائی نہیں کی جا سکتی یہ سب سے پہلا اقدام ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اگر آپ دیکھیں تو ایکٹ آف ۱۹۱۹ میں پہلی مرتبہ اس بات کی گنجائش پیدا کی گئی کہ گورنر جنرل کا خطاب ہو۔ یہ discretionary تھا obligatory نہیں تھا۔ لیکن discretionary ہونے کے باوجود ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۴ء تک ہر سال گورنر جنرل خطاب کرتا تھا۔ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ میں پھر اس کو provide کیا گیا لیکن اس میں بھی یہ discretionary تھا۔ پاکستان کے پہلے دستور یعنی ۱۹۵۶ء کے دستور میں اس کی provision موجود تھی۔ لیکن یہاں بھی اس کو discretionary رکھا گیا کہ اگر صدر چاہے تو خطاب کر سکتا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے original دستور میں بھی یہی پوزیشن تھی۔ لیکن جو ترامیم بعد میں اس میں کی گئیں ۱۹۸۵ء کی ترمیم کے ذریعے اس خطاب کو discretionary کے ساتھ ساتھ جو کلاز ۱ میں باقی رہا کلاز (۳) کے ذریعے سے obligatory کر دیا گیا۔ جناب والا! اس موقع پر میں آپ کو یاد دلاؤں کہ ہندوستان کے دستور میں شروع ہی سے جب نیا دستور بنا صدر کے خطاب کو انہوں نے obligatory کر دیا۔ ہندوستان کے دستور کے آرٹیکل ۸۷ میں صدر کے خطاب کو obligatory کیا گیا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ اس موقع پر میں آپ کو اس کے الفاظ پڑھ کر سناؤں اور اس سلسلے میں جو وضاحت ہے وہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ انڈین دستور کا آرٹیکل ۸۷ کہتا ہے۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

"At the commencement of the first session after each general election to the House of the People and at the commencement of the first session of each year the President shall address both Houses of Parliameant assembled together and inform Parliament of the causes of its summons."

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور Indian constitution commentator پروفیسر درگا داس باسُو یہ کہتا ہے۔

"The President's speech will be the first authoritative pronouncement of the policy of the Government both domestic and foreign after each general election and also at the commencement of the first session of each year which is usually the budget session......

اس کے بعد وہ کہتا ہے۔

"No public business can be taken up by the House until the session is opened by the President and the causes of its summons are declared."

جناب والا! یہ بڑا ہی بنیادی نکتہ ہے کہ جب ایک نئی پارلیمنٹ وجود میں آتی ہے اور آپ کو یہ بات سامنے رکھنی چاہیئے کہ ہر الیکشن کے بعد پارلیمنٹ کو ایک نیا وجود ملتا ہے آپ کے دستور کا structure یہ ہے کہ سینیٹ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور ہر تین سال کے بعد اس کے پچاس فیصد افراد renew ہو جاتے ہیں۔ لیکن نیشنل اسمبلی کا انتخاب ہر پانچ سال کے بعد یا dissolution کے بعد واقع ہوتا ہے۔ اور ہر الیکشن کے بعد نئی پارلیمنٹ وجود میں آتی ہے جس کا معنی یہ ہے کہ نئی نیشنل اسمبلی اور سینیٹ دونوں کی joint sitting یعنی ان کا مشترک اجلاس اس پارلیمنٹ کی زندگی کے آغاز کا پہلا دن، دستور کا تقاضا ہے۔ لیکن دستور کے اس تقاضے کو پورا نہیں کیا گیا۔ قومی اسمبلی کا کا اجلاس بھی شروع کر لیا گیا اور سینیٹ کا اجلاس بھی بلا لیا گیا۔ جبکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اس الیکشن کے بعد دونوں ایوانوں کی joint sitting call کی جاتی۔ صدر مملکت اس سے خطاب کرتے اس کے بعد یہ دونوں ایوان الگ الگ صدر

کے خطاب پر بحث کرتے اور اس کے بعد پھر دوسری کوئی کارروائی کی جاتی۔ جناب میں اس موقع پر آپ کی توجہ Shakedar کی مشہور کتاب Practice and Procedure of Parliament کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس کا Volume I جس میں اس مسئلے سے بحث کی گئی ہے، قابل غور ہے اس میں یہ بات کہی گئی ہے پہلے میں اس کی دستوری پوزیشن واضح کر دوں۔

"The Constitution also makes incumbent upon the President to address both Houses of Parliament assembled together at the commencement of the first session after each general election to Lok Sabha and at the commencement of the first session of each year and inform Parliament of the causes of its summons."

یہی کیفیت برٹش پارلیمنٹ میں ہے، آسٹریلیا کے دستور میں یہی لکھا ہوا ہے نیوزی لینڈ کے دستور میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ ہمارے یہاں بھی یہی ہے۔ یہ پارلیمانی روایات کا ایک عام حصہ ہے۔ لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر اس کو violate کیا جائے تو یہ کوئی معمولی violation نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نتیجے کے طور پر پارلیمنٹ میں کی گئی کارروائی عدالت کی نگاہ میں بھی قابل لحاظ نہیں رہتی ہے اور اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں ایک واقعہ ایسا ہوا ہے کہ جس میں بنگال کی صوبائی اسمبلی گورنر کے خطاب کے بغیر شروع ہو گئی اس کے بعد کلکتہ ہائی کورٹ میں کیس گیا اور ہائی کورٹ نے اپنی ججمنٹ میں یہ بات کہی

"If a legislature meets and transacts legislative business without the preliminary of an address by the Governor as required under Article 176 its proceedings are illegal and invalid and may be questioned in a court of law".

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! میں آپ کو یاد دلاؤں کہ پارلیمانی تاریخ میں بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ جب صدر کے خطاب پر vote of thanks کے سلسلے میں امنڈمنٹ موشن آتی ہے اور وہ امنڈمنٹ منظور کرلی جاتی ہے تو یہ گورنمنٹ میں vote of no confidence کے مترادف سمجھی جاتی ہے۔ اور اس سلسلے کی سب سے اہم مثال اگر مجھے صحیح یاد ہے تو وہ ۱۹۲۴ء میں Lord Bolvin کی حکومت جب انگلستان میں فیل ہوئی تو اسی قسم کی صورت حال تھی کہ جس میں King's address پر امنڈمنٹ پاس ہوگئی تھی۔ اسی طریقے سے سری لنکا میں مسز بندرا نائیکے کے خلاف پریذیڈنٹ ایڈریس پر امنڈمنٹ کی بنیاد پر اسے no confidence کی موشن treat کیا گیا۔ تو یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ محض قانونی موشگافیاں اور دستوری عیاشی نہیں ہے۔ بلکہ جناب والا! یہ ایک بنیادی دستوری قانونی مسئلہ ہے اور جس دستور اور قانون کا ہم نے حلف اٹھایا ہے اگر اس کا پاس نہیں کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہے کہ ہماری کوئی بات بھی قابل اعتماد نہیں ہوگی اور ہمارے کسی قول کو وقعت نہیں دی جائے گی۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر آپ پوری سنجیدگی سے غور کریں اور اس کے جو قانونی دستوری، اخلاقی اور سیاسی مضمرات ہیں ان کو آپ نظرانداز نہ کریں جناب والا! قبل اس کے کہ میں اپنی بات ختم کروں میں آپ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے اسی سینیٹ میں اس مسئلے پر بحث ایک اور context میں ہوچکی ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اپنے دلائل مکمل کرنے سے پہلے اس پر بھی آپ کی توجہ مبذول کراؤں۔ اور سینیٹ کے چیئرمین نے جو رولنگ دی تھی اس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں۔ یہ رولنگ جناب والا! آپ کو

میں نمبر ۹۲ پریولیج موشن صفحہ نمبر ۵۳ اور ۵۲ پر ملے گی۔ یہ بڑی لمبی بحث ہے لیکن میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ چونکہ اس کلاز میں دو چیزیں کہی گئی ہیں۔ ایک ہے نئے الیکشن کے بعد پارلیمنٹ کا اجلاس اور دوسرا ہے ہر سال کے پہلے اجلاس کے آغاز پر۔ تو اس وقت بنیادی بحث یہ تھی کہ آیا ۱۹۸۵ء کے انتخابات کے بعد ۱۹۸۶ء میں جب پارلیمنٹ ملی تو اسے ہم نیا سیشن قرار دیں گے یا نہیں اور چونکہ وہاں بھی یہی ہوا تھا کہ نیشنل اسمبلی اور سینیٹ دونوں کے سیشن صدر کے خطاب کے بغیر شروع کر دئے گئے تھے تو ہم نے اس پر بحث کی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ جناب وسیم سجاد آج پھر اسی مقام پر واپس آ گئے ہیں جہاں ہم نے ۸۶ء میں یہ بحث کی تھی اور آج پھر ہم اسی نقطہ نظر کو create کر رہے ہیں جب سے اس وقت کے وزیر عدل نے اختلاف کیا تھا۔ لیکن میرے لئے ضروری ہے کہ میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں کہ اس ججمنٹ میں دو بڑی بنیادی چیزوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت چیئرمین نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ سیشن کا نہ کیا جانا قریب قریب ہاؤس کے privilege کا violation ہے، دوسرے الفاظ میں جہاں تک substantive issue کا تعلق ہے، President کی رولنگ ہمارے حق میں ہے اور وہ یہ ہے میں صفحہ ۱۵۸ پڑھتا ہوں، میں یہ پورا پیراگراف ذرا پڑھ کر آپ کو سنانا چاہتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ

Nevertheless the amendment brought in the Clause (3) of Article 56 did imply a change in intention, a change in the object and purpose which appeared to be that Government policies and Government programmes for the year should see the light of the day right in the beginning of the year, before the commencement of the first session of the Assembly or of the Senate. This implicit assumption has not been met although the failure to do so because of the various reasons detailed earlier, particularly the different interpretations to which the language of the relevant provision lends itself and the

[Prof. Khurshid Ahmed]

genuine doubt that it creates regarding its exact import and the manner in which it is to be carried but does not amount to a breach of privilege, it very nearly comes to that and it hovers on the border of breach of privilege not calling and addressing the two Houses assembled together earlier than the first session of either House in that year.

جناب والا ! چیئرمین کی رولنگ بہت وسیع ہے جہاں تک substantive
issue کا تعلق ہے ایوان کا مشترک اجلاس بلائے بغیر اور اس پر
President کے address کے بغیر ، کسی بھی ایوان کا اجلاس بلانا خصوصیت
سے سینیٹ کا اجلاس بلانا ، یہ breach of privilege ہے ، البتہ جس
بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ it hovers on the border of breach of privilege اس کی انہوں
نے دو وجوہ دیں ، پہلی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بحث نئے الیکشن کی نہیں
تھی اس وقت بحث نئے سال کی تھی اور اس میں فی الحقیقت ایک ambiguity
ہے اور وہ یہ کہ آیا یہ سال calender year ہے یا Parliamentary year
ہے جس کو سال کا آغاز قرار دیا جائے اور اس پر چیئرمین نے بڑی
سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ
انڈیا کا دستور اس معاملے میں clear ہے ، پاکستان میں بھی نومبر
۱۹۸۵ء کی ترمیم سے پہلے صورتحال clear تھی لیکن نومبر ۱۹۸۵ء کی ترمیم
کے بعد year کے تعین کے بارے میں کچھ confusion پایا جاتا ہے اور
اس کا سہارا لے کر انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اگر یہ اجلاس پہلے
نہیں بلایا گیا ، گو بلایا جانا چاہیئے تھا تو اسے condone کیا جا سکتا ہے اور
دوسری بات یہ تھی کہ رولز آف پروسیجر وغیرہ موجود نہیں تھے لیکن
جناب والا ! جس بنیاد پر میں آج یہ بحث کر رہا ہوں وہ دوسری ہے
کہ نئے elections کے بعد دونوں Houses کا اجلاس بلایا جانا ضروری ہے اب
کوئی ambiguity نہیں ، نیا الیکشن ۱۶ نومبر کو ہوا ہے ، نئے الیکشن کے
بعد اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاس اب منعقد ہو رہے ہیں لیکن ان کو
اس طرح منعقد ہونا چاہیئے تھا کہ پہلے joint session بلایا جاتا ، صدر
کا خطاب ہوتا اور اس کے بعد پھر یہ الگ الگ چلتے ۔ جناب والا ! یہ

بات کہی جا سکتی ہے کہ نیا الیکشن ہوا ہے ہم ابھی تیار نہیں ہیں لیکن اگر وزارت عظمیٰ کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے بیچینی اور اتنی تیاری ہے کہ ۱۶ کے بعد ۱۹ کا انتظار بھی دوبھر تھا اور دل چاہتا تھا کہ ۱۷ کو ہی اقتدار مل جائے چاہے اسمبلی میں اکثریت ثابت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو لیکن جو دستور کا تقاضا ہے کہ پہلا اجلاس joint session بلایا جائے، اس میں پالیسی بیان کی جائے اور جمہوریت کے معنیٰ ہی یہ ہے کہ ایک پارٹی الیکشن سے پہلے اپنی تیاری کرتی ہے اور اس پوزیشن میں ہوتی ہے کہ الیکشن کے فوراً بعد اپنے پروگرام کو پیش کر سکے، یہی جمہوریت کے معنیٰ ہے لیکن یہ راستہ یہاں اختیار نہیں کیا گیا اس لئے اس رولنگ میں جس پہلو سے ابہام پیدا ہو رہا تھا یعنی یہ کہ session اور year کی کیا تعریف ہے جس بات کو اب ہم زیر بحث لائے ہوئے ہیں اس میں وہ سوال نہیں پیدا ہوتا یہاں کوئی ابہام نہیں ہے، جنرل الیکشن کے بعد joint session کا بلایا جانا دستور کا لازمی تقاضا تھا۔

دوسری بات جناب والا! یہ کہی گئی ہے کہ اس وقت رولز اینڈ ریگولیشن موجود نہیں تھے لیکن میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ کم از کم سینیٹ کو الحمدللہ یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے اپنے رولز آف پروسیجر خود مرتب کیئے ہیں، پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستان کے کسی منتخب ایوان نے اپنے قواعد بنائے ہیں اور ان قواعد کے اندر ایک پورا باب موجود ہے اس مسئلے کے اوپر، دوسرے الفاظ میں وہ دو چیزیں جو اس وقت نہیں تھیں اور جس کی بنا پر اس وقت سینیٹ کے صدر نے ابہام کی بنا پر ایک clear violation کو یہ مانتے ہوئے کہ violation ہے اور حکومت کو یہ ہدایت دیتے ہوئے کہ آئندہ اس ٹائپ کی غلطیاں نہیں ہونی چاہئیں اس وقت کی حکومت کو

[Prof. Khurshid Ahmed]

ایک موقع دیا تھا کہ چلو ہم اس کو clear violation نہیں کہتے ہم اس کو hovering on violation قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی آئندہ کے لئے انہوں نے واضح ہدایات دی تھیں میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا چیئرمین کی رولنگ کے بالکل آخری حصے کی طرف جس میں انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اب آئندہ اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور آئندہ کے لئے حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ دستور کا letter and spirit میں پورا پورا احترام کرے اور اس چیز پر پابندی کرے کہ آئندہ یہ violation نہ ہو۔ لیکن جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنی سیاسی زندگی کا یا پارلیمانی زندگی کا آغاز ہی دستور کی خلاف ورزی اور ما قبل کے چیئرمین سینیٹ کے فیصلوں کو نظر انداز کر کے کیا ہے ، دو چار دن میں آگے پیچھے کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑ جاتا ، لیکن دستور کا احترام ، دستوری روایات کا احترام ، جمہوری اداروں کا احترام اور یہ چیز کہ ہمیں آئندہ کس طرح اپنی پالیسیوں کو لے کر چلنا ہے۔ تو یہ بہت ضروری تھا لیکن ان تمام چیزوں کو نظر انداز کیا گیا ہے اور اس بنا پر جناب والا! میں move کرتا ہوں کہ اسے وقار کا مسئلہ نہ بنایا جائے دستور کے letter and spirit کی روشنی میں اس clear violation کا نوٹس لیا جائے اور یہ ایوان اس پر مفصل بحث کر کے حکومت کو اس اقدام سے روکے ، ۱۴ تاریخ کو اس کے بعد نارمل کارروائی کی جائے ، یہ ہے جناب والا! میری گزارش ، بہت بہت شکریہ ،

جناب قائمقام چیئرمین : بہت بہت شکریہ ، وسیم سجاد صاحب -

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, I am grateful to Professor Khurshid Ahmed for having very eloquently presented the arguments in support of the identical privilege motions which we have moved. Most of the constitutional provisions have been referred to and also the honourable Senator has referred to the parliamentary traditions and conventions in the matter. For us Sir, this is a matter of deep regret the present Government has come into office by following the constitutional

path. Eversince the elections and before that and after that each step has been taken in accordance with the Constitution and therefore, the Government owes its existence to the Constitution and it is a matter of pain and regret for all of us that the very first opportunity that they get is an opportunity to follow the Constitution and yet they take this opportunity to violate the Constitution. It is not a small violation Mr. Chairman, it is very grave violation because I would say any violation of the Constitution is a very grave violation. The constitutional provision of Arlticle 56(3) is a deliberate insertion in the Constitution of Pakistan prior to that under the Constitution of 1973 as it stood, this provision was absent, as has been very rightly pointed out, this was the deliberate insertion and therefore, it was a deliberate intention of the law maker to create a provision in the Constitution for a specific purpose. The honourable Senator has referred to a similar provision in the Indian Constitution and we have a similar convention in England where the Queen opens Parliament and that is how the parliamentary sessions begin and that is how the parliamentary proceedings start Article 56(3). Mr. Chairman;

> "At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons."

Here, it is our submission that because a general election to the National Assembly has taken place, therefore, it was incumbent on the President to address the joint session or more appropriately I would not use the phrase 'joint session' more appropriately to address 'both Houses assembled together.' the purpose of this is that after the general elections the party which comes into power has a certain programme to give to the people. They have a manifesto. They must explain as to how that manifesto is going to be carried out and then this address is debated in two Houses individually but by not giving this right to the members of the Senate we have been deprived of our opportunity to debate important national issues which would have been emerged out of the Address of the President of Pakistan under Arlticle 56(3). Therefore, Sir, a very grave violation has taken place. The members have been deprived of their right to talk on various issues which confront the country today. There are issues of unemployment, there are issues of the budget, there are issues of lawlessness and there are issues which are so grave that they require the attention of this honourable House and of the National Assembly but by straightaway proceeding to call individual sessions and not allowing the two Houses to discuss the Address of the President, we have been deprived of our right to air our views on important national issues in the country. Sir, most of the arguments in support of this motion have been given. I would just like to read to you, Sir, from page 166 of the rulings of the Chair where on a privilege motion moved by me, some of the arguments were given by the honourable Chairman; I would just like to read them, Sir, to reiterate the position.

[Mr. Wasim Sajjad]

Sir, it is said that under the interpretation of Alrticle 56(3) and a submission in that behalf was that the privilege of the Senate to be called in Joint Sitting prior to the separate meeting either of the Senate or of the National Assembly in each year stood breached. According to an earlier ruling of the Chair he said the Parliamentary year of the Senate commenced on 21st of March each year. Article 56(3) had been specifically amended by Presidential Order 14 of 1985 to provide for the President's Address at the commencement of the first session of a year. Laying stress on the word 'session' and I would again do that Sir, used in the said Article, the Senator submitted that in the Constitution wherever the word 'session' had been used it was with reference to a session either of the National Assembly or of the Senate. To support this proposition he relied on Article 54(2) where the word 'session' has been used with reference to the meeting of the National Assembly. He further argued that wherever the Constitution refers to a meeting of the two Houses assembled together the words used as 'Joint-Sitting'. In support of the argument he relied on Article 54(1). He also referred to Article 232, clause (7) the argument which he provides that the proclamation of Emergency shall be laid before a Joint-Sitting which shall be summoned by the President for this purpose. He further referred to Article 57 which confers on the Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State and the Attorney General the right to speak and otherwise take part in proceedings of either House or in a Joint-Sitting. On the basis of these Constitutional provisions he concluded that the word 'session' used in Article 56(3) related to the commencement of the first session either of the National Assembly or of the Senate and not to the Joint-Sitting of the Parliament. I am referring to this Sir, because argument of this nature was raised in the National Assembly. In support of his arguments he also quoted from May's Parliamentary Practices which on its page 284 stated, "in every session but the first of a Parliament as there is no election of a Speaker, no any general swearing of Members, the session is opened at once by the Queen's speech without any preliminary proceedings in either House, until the causes of summons are declared by the Queen either in person or by commission neither House can proceed with any public business. He stated that underlined concept of Article 56(3) it appeared had been borrowed from the English Constitution. The concept is that at the commencement of each year the Queen opens the Parliament and before it is formally opened, Parliament cannot commence business. Under Article 56(3), the President is under similar obligation to open Parliament and address the two Houses assembled together before the two Houses separately meet. In this manner the Houses also get an opportunity to debate and discuss the matters referred to in the Address. The Senate, he contended, has in particular suffered by the lapse because the entire budget is tabled and discussed in the National Assembly only.

Then Sir, there is a reference to Kaul,page 148 where relying on Article 87 of the Indian Constitution which is similar to Article 56(3) it was submitted that there had been a breach of privilege because the constitutional provision had not been complied

with. Now, Sir, in the National Assembly, this matter was raised and it might be argued that because this matter was raised in the National Assembly, therefore, this breach of privilege cannot be raised in this House. On that, I would submit that according to the rules and procedures of this House, the question of breach of privilege is a matter for each individual House for itself to decide unlike an adjournment motion if it is discussed in the other House, it cannot be discussed in this House. A question of breach of privilege is a matter of right and privilege for the House itself and it does not matter what decision and how and in what manner the matter was discussed in the other House.

Secondly, Sir, it was also attempted in that House to rely on certain punctuations and to say that this refers to 'commencement of the first session' etc. on that Sir, I have read out this just to give you the argument that here 'commencement of the first session' refers to 'commencement of the first session either of the National Assembly or of the Senate' by not calling the two Houses assembled together. In fact 'the two Houses assembled together' is a different concept from a Joint-Sitting. In a Joint Sitting which the Constitution envisages for purposes of legislation, or for purposes of emergency, the Joint-Sitting becomes a single entity of the two Houses together but the two Houses assembled together means that the two Houses retain their individual identity but their sitting together for the purpose of hearing the President's speech and, therefore, I would submit with great respect that at the commencement of the session either of the National Assembly or of the Senate it is incumbent on the President to address the two Houses assembled together the purpose being to explain the policies, to tell the people why we have come, to tell the people this is how we will fulfil our programme, to tell them these are the promises we have made and this is how we are going to fulfil our promises. This is a programme we have and the people's representatives sitting in the National Assembly and the Senate must have the right to debate and tell them where they have gone wrong and where they need encouragement, and therefore, by not giving us this opportunity we have been deprived of our right and, therefore, it is a breach of privilege, I would now request Sir, that this matter may be taken up as a breach of privilege. Thank you, Sir.

جناب قائمقام چیئرمین : جناب اعتزاز احسن صاحب۔

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین صاحب.....

جناب قائمقام چیئرمین : آپ نے پریویلج موشن move نہیں کیا تھا اور ٹائم بھی شارٹ ہے تو مولانا صاحب تشریف رکھیں۔ جناب اعتزاز احسن صاحب۔

[Mr. Acting Chairman]

Mr. Ahmedmian Soomro on a point of order.

Mr. Ahmedmian Soomro: Mr. Chairman, whether other than the mover of the privilege motion in the House has a right to speak on its admissibility?

Mr. Acting Chairman : I don't think so. No point of order.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ پارلیمانی روایات میں بھی اور اس ایوان کی روایات میں بھی یہ بات شامل ہے کہ پریولیج موشن کی ایڈمسبلٹی پر دوسرے ارکان بھی arguments دے سکتے ہیں۔

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ کا کہنا بالکل صحیح ہے لیکن یہ Chair کی discretion پر رہا ہے اور عموماً اجازت دی گئی اور اب چونکہ آپ نے اور وسیم سجاد صاحب نے اتنے detailed arguments دے دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ کہ اس بات کی repetition ہو ...... (مداخلت)

جناب وسیم سجاد : جناب یہ تاثر قائم نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک معزز رکن کو اس کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ بولنا چاہتے ہیں تو وہ کوئی بات repeat کریں گے یا نہیں کریں گے یہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔

جناب قائمقام چیئرمین : sorry وسیم سجاد صاحب حق بنتا نہیں ہے۔

جناب وسیم سجاد : جناب والا! یہ ان کا حق بنتا ہے وہ repeat کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں یہ ان کی تقریر کے بعد پتہ چلے گا۔ لیکن ہماری روایات جو ہیں ان کے مطابق ان کو حق ملنا چاہیئے۔

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ قبل اس کے کہ آپ رولنگ دیں۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس طرف متوجہ

کروں۔ چیئر کی رولنگ کے بعد آپ جو کہیں گے وہ ہم مانیں گے یہ ہماری روایت رہی ہے لیکن آپ کو بھی اس بات کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس ایوان کی کچھ روایات رہی ہیں اور صرف اس ایوان کی نہیں بلکہ دنیا کے تمام ایوانوں میں پریویلج موشن اور ایڈجرنمنٹ موشن میں فرق کیا جاتا ہے۔ پریویلج موشن ایک ایسی بنیادی چیز ہے اس کی ایڈمسبلٹی کے اوپر کسی رکن ایوان کو بولنے سے نہیں روکا جاتا۔ التوا کے وقت یہ کیا جاتا ہے وہاں اگر فرض کیجئے وقت نہیں تو پھر کہا جاتا ہے کہ جس نے موو کیا ہے وہی دلائل دے لیکن اور لوگ تائید نہ کریں اگر وقت ہے تو وہاں بھی ہم نے یہ راستہ اختیار کیا ہے اور پھر انڈین پارلیمنٹ اور برٹش پارلیمنٹ کی روایات موجود ہیں کہ التوا کی تحریکوں پر ایڈمسبلٹی کے پوائنٹ کو argue کیا گیا ہے اور پریویلج موشن جو ہے اس کا سب نے احترام کیا ہے تو میں یہ چاہونگا کہ آپ رولنگ دینے میں احتیاط برتیں اور جلدی میں آپ کوئی ایسی رولنگ نہ دے دیں جو اس ایوان کے وقار اور روایات کے منافی ہو۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! پروفیسر صاحب میں یہ عرض کرونگا کہ موور کے علاوہ دوسروں کا پریولیج under the rules نہیں بنتا ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہمارے اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ ہم ممبران حضرات کو اس کا موقع دیتے رہے ہیں لیکن آپ کے اتنے فصیح و بلیغ دلائل کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محض repitition والی بات ہو جائے گی اس سے بہتر یہ ہے کہ اس پر آپ نے جو سیر حاصل بحث کی ہے اس کو بھی cover کیا جائے۔ تو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف صاحب کو موقع دیا جائے کہ وہ بھی اپنے arguments forward کریں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : وہ جو چاہیں کہیں لیکن آپ ارکان کو pre-Judge نہ کریں۔ آپ pre-Judge کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : قاضی عبداللطیف صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب والا ! جس وضاحت سے پروفیسر صاحب نے اس کی تشریح کی ہے اور اس کی اہمیت کو انہوں نے واضح کیا ہے ، یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اراکین بھی اسی نقطہ نگاہ سے اس کو دیکھیں گے ، ہو سکتا ہے کہ ان کے دلائل اور ان کی وضاحتیں مختلف ہوں ، ان کے حق میں ہوں یا خلاف ہوں ۔ لہذا یہ چاہیئے کہ ایوان کو اپنا استحقاق دیا جائے ، یہ صحیح ہے کہ یہ معاملہ آپ کی صوابدید پر ہے لیکن میرا خیال ہے کہ مسئلہ کی اہمیت کی بنا پر یہ ضروری ہے کہ اجازت دی جائے تاکہ آپ بھی مزید اس کی تشریحات سُن لیں ، اور یہ آپ دونوں جانب سے سُن سکتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی رکن اس کی مخالفت کرے اور کوئی اس کی مزید وضاحت کرے ۔ اس طرح سے اس میں کچھ اچھے نکات بھی سامنے آ سکتے ہیں ۔ اس لئے میری گزارش ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ اراکین کو اظہار کا موقع دیا جائے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا ہے ، بہر حال مولانا سمیع الحق صاحب ، آپ ارشاد فرمائیں ......

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پروفیسر صاحب نے جو دلائل دئیے ہیں یہ ایک رکن کی جانب سے ہیں ۔ ان کی موشن پر دیگر اراکین کو بھی اظہار خیال فرمانے کا موقع دینا چاہیئے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اخونزادہ صاحب ، میں نے عرض کر دیا ہے کہ ایسا کرنا رولز کے تحت تو نہیں ہے اور نہ ہی ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا تھا ، بہر حال میں نے ان کو اجازت دے دی ہے کہ وہ جو بھی کہنا چاہیں ، ارشاد فرمائیں ۔

مولانا سمیع الحق : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ فاضل محرکین اس موضوع پر تفصیل سے اظہار خیال کر چکے ہیں ، بہرحال میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ، یہ اچھا ہوا ہے کہ آج میرے دوستوں نے میرے حق کو بچانے کے لئے آواز اٹھائی ہے ورنہ خدا نخواستہ میں سوچ رہا تھا ۔۔۔۔

جناب قائمقام چیئرمین : آپ ایڈمسیبلٹی پر بات کریں ۔

مولانا سمیع الحق : جی ، اسی پر بات کر رہا ہوں ۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ خدا خیر کرے ، آپ کے تیور آج کچھ بدلے ہوئے لگ رہے ہیں ۔ کچھ نیا دور ہے اور آپ کے کچھ نئے انداز ہیں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : مولانا صاحب میں عرض کرونگا کہ آپ ایڈمسیبلٹی پر بات کریں ، میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ اگر آپ کو دکھ ہوتا تو آپ ایڈجرنمنٹ موشن پیش کرتے ۔ آپ کو ہاؤس میں خیال آیا ہے کہ مجھے بھی کچھ بولنا چاہیئے ۔

مولانا سمیع الحق : نہیں ، حضرت ، ایسی بات نہیں ہے ، اگر کسی نے تحریک استحقاق پیش کی ہو تو قواعد یہ ہیں کہ کوئی بھی رکن اس کے صحیح ہونے یا صحیح نہ ہونے پر اظہار خیال کر سکتا ہے ، اور چونکہ آج اہم مسئلہ ہے ، ہمارا واسطہ نئے دوستوں سے اور نئے حکمرانوں سے ہے اور مسئلہ آئین کے تحفظ کا انہوں نے اٹھایا ہے ، یہ ایک جزوی مسئلہ نہیں ہے ، ہر دور میں پارلیمنٹ کا خاص طور پر فرض ہوتا ہے ۔ اور خصوصاً ایوان بالا کا جو کہ اہم ترین ایوان ہے ، کہ وہ آئین کی خلاف ورزی نہ ہونے دے ۔ اور اس کے لئے آواز اٹھائے ۔ آج یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے چونکہ نئے حضرات اور نئے حکمرانوں سے ہمارا واسطہ ہے ، جتنی بھی تفصیل سے یہ مسئلہ ان کے ذہن نشین کرا دیا جائے کہ یہ مسئلہ کسی بھی ملک کے استحکام ، اس کی سالمیت اور

[Maulana Sami-ul-Haq]

جمہوریت کی بقا کے لئے بہت ضروری ہے۔ آئین کی پاسداری بہت ضروری ہوتی ہے۔ جو حکومت آتی ہے وہ اپنی سہولت اور خواہشات کے مطابق آئین کی تاویل اور تعبیر کرتی ہے، لیکن یہ آئین کی روح سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ نئی حکومت اس تحریک کے جواب میں کوئی ایسا انداز اختیار نہ کرے کہ وقتی طور پر اس سے بچنے کے لئے آئین میں کوئی تاویل کر کے کوئی راستہ نکال لے اور ایسی تشریح کرے کہ جو ان کے تقاضوں کے ساتھ جوڑ کھاتی ہو۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اصل چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ دیانتداری کے ساتھ آئین کا تحفظ کرنا چاہیئے۔ اگر واقعی اس معاملے میں جو سوال پروفیسر صاحب وسیم سجاد صاحب اور دیگر دستوں نے اُٹھایا ہے یہ صحیح ہے کہ اس کے مطابق آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ لہٰذا دیانتداری سے نئے وزیر قانون چوہدری اعتزاز احسن صاحب کو اس کا نوٹس لینا چاہیئے اور ابتداء سے کوئی ایسی روایت نہیں پڑنی چاہیئے کہ جس سے نئے دور میں اور نئی حکومت میں آئین مجروح ہوتا ہو۔ میں ان الفاظ کے ساتھ فاضل محرکین کی پرزور تائید کرتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ! جناب حسین بخش بنگلزئی، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں؟

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب، میں بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہتا ہوں جس طرح دیگر اراکین نے پیش کیا ہے۔

Mr. Acting Chairman : Right

میر حسین بخش بنگلزئی : بہت مہربانی، جناب چیئرمین! جہاں تک دستور کے تحفظ کا تعلق ہے، اور جہاں تک اس ہاؤس کی روایات کا تعلق ہے، میرے فاضل دوستوں نے بہت وسیع انداز میں

تمام کتابوں سے آئین سے، اور چیئرمین کی رولنگز سے، اس بات کو واضح طور پر ثابت کیا اور اس میں کسی دوسری رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی کہ آئین کی کھلی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے تو اس گنجائش کے ساتھ بات کی ہے کہ اگر آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اگر کی تو بعد کی بات ہے یہ تو کھلی خلاف ورزی ہوئی ہے لہذا میں اس "اگر" کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا بلکہ آئین کی کھلی خلاف ورزی ہوئی ہے لہذا دستور قانون، جمہوریت اور جمہوری روایات کے مطابق سینیٹ کے تمام اراکین نے، اس بات کا، اس ایوان کے اندر حلف اٹھایا ہے کہ ہم آئین کا تحفظ کریں گے کیونکہ اس سلسلے میں وقتی تاویلات کام نہیں دیں گی۔ ہم یہ سننا چاہتے ہیں کہ نئی گورنمنٹ اپنے ایک mandate کے ساتھ جمہور اور عوام سے ووٹ لے کر اسمبلی میں آئی ہے۔ آئندہ اس ملک کے مستقبل کے متعلق اس کا کیا پروگرام ہے۔ ان تمام باتوں کی وضاحت صرف صدارتی خطاب سے ہی ہوسکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۵۶ کلاز (۳) کے مطابق جیسے پڑھ کر اس ہاؤس میں سنایا گیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ میری بے باک رائے ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ لہذا آپ جناب چیئرمین! رولنگ دیتے وقت اس بات کا ضرور خیال فرمائیں کہ اس کھلی خلاف ورزی کی کس طریقے سے remedy دی جائے کہ اس قسم کی خلاف ورزیوں کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ، جناب احمد میاں سومرو صاحب۔

Mr. Ahmedmian Soomro : Sir, it has been clearly pointed out that there has been, may be inadvertently, a breach of Article 56(3) where it was mandatory after the general election to first have the Address of the President. If the mistake Sir,

[Mr. Ahmedmian Soomro]

inadvertently has been committed and as the new Government have been repeatedly saying that they are open to criticism, constructive criticism and will respect any decision which is pointed out to them, I think Sir, the Government would lose nothing in adjourning this session to meet after the 14th. There is no important business but it will raise them in the esteem of the public that when anything is pointed out to them as having been done they are prepared to respect that and correct the wrong that has been done. Thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Dr. Mahbubul Haq.

Dr. Mahbubul Haq : Mr. Chairman, I think the arguments regarding the breach of privilege of this House go beyond mere technicalities and legalities. They concern the very substance of what this House has to do. Sir, the most important point is that at the beginning of our sessions in the Senate and in the Assembly we should have a comprehensive programme and policy of the new government available so that we can make our contributions in a constructive fashion and in the best national interest, that has not been laid out. It may be said that in the National Assembly the budget has been laid out and the budget contains the policies and programmes of the present government. As we all know Sir, what has been said in the budget is that it is a continuation of the past budget and the new policies and programmes will be articulated later on. So, no new policies and programmes have been laid on the Table.

Secondly, while the budget has been presented in the National Assembly and there is at least a plea that can be taken there that the Assembly members have an opportunity to discuss under that umbrella all policies and programmes whether the Government has fully laid them out or not, there is no such opportunity available to the Senate. The budget is not laid before the Senate and as such we do not have even that opportunity that even a continuation of past policies and programmes is laid before us so that we can express ourselves fully on that subject and without the President Address Sir, this House, the Senate, has no opportunity available to contribute towards a discussion of policies and programmes at the national level and that to my mind Mr. Chairman, constitutes a substantive breach of privilege of the Senate because we shall be proceeding in a vaccum. This I wanted to add that this argument in addition to the legal and constitutional arguments that my friends so eloquently given. Thank you.

Mr. Chairman : Mr. Akhunzada Behrawar Saeed.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : نحمدہ نصلی علی رسول الکریم ۔ جناب چیئرمین صاحب! مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ آج میں اس موشن کے

through اپنے خیالات کا اظہار اس طرح سے کروں کہ ۱۶ اور ۱۹ نومبر کو انتخابات کا مرحلہ جس خوش اسلوبی اور احسن طریقے سے گزرا آئین کے ہر ایک لفظ پر جس طریقے سے عملدرآمد کیا گیا اور الیکشن کمیشن کو آئین کی رو سے جتنے اختیارات دیئے گئے وہ اچھے اور احسن طریقے سے استعمال ہوئے۔ الیکشن کے دوران اور بعد ہم یہ سنتے آرہے ہیں کہ آئندہ کے لئے جو بھی اقدام کئے جائیں گے وہ آئین کے مطابق ہونگے۔ آئین کی کسی شق سے سر مو انحراف نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین صاحب! پریذیڈنٹ ایڈریس اور خاص کر جب، قومی اسمبلی کا انتخاب ہو جائے اور نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ہو اس وقت ان کا خطاب بہت معنی خیز ہوتا ہے ان میں آئندہ کے لئے حکومت کی policy lines بیان کی جاتی ہیں جن پر دونوں ایوانوں میں پھر بحث مباحثہ ہوتا ہے۔ اس طرح جس طریقے سے نیشنل اسمبلی کو بلایا گیا اور اس کے بعد اب سینیٹ کو بلایا گیا لیکن الگ الگ پھر ۱۴ تاریخ کو صدر صاحب کا خطاب ہوگا۔ یہ دو تین دن ۱۴ تاریخ سے پہلے میں سمجھتا ہوں۔ تضیع اوقات ہے۔ اس آئین کی آرٹیکل ۵۶(۳) کی صرف ایک ہی interpretation ہوسکتی ہے۔ اس کی کوئی دوسری interpretation نہیں ہوسکتی اس میں ایک واضح صورت ہے کہ جنرل الیکشن کے بعد پہلا اجلاس joint sitting ہو جس میں صدر خطاب کرے آئین کی موشگافیاں بہت ہوسکتی ہیں لیکن اس کی ایک interpretation بڑی واضح ہے کہ جب قومی اسمبلی کے جنرل الیکشن کے بعد اجلاس ہو تو وہ joint sitting ہو اور اس میں صدر کا خطاب ہو۔ اس کے بعد کوئی اور کارروائی کی جائے گی یعنی چاہے ممبران جائنٹ سیشن میں صدر کے خطاب پر بحث کریں یا الگ الگ ایوانوں میں بحث کریں۔ اس لئے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

اس سیشن کو نہ بلا کر ممبران کی حق تلفی کی گئی ہے۔ اور یہی میں التجا
کروں گا اور اپنے دوستوں کی تائید میں یہی کہوں گا کہ ایسی مثال
قائم کیجئے جیسے کہا جا رہا ہے کہ صدر گرامی نے ایسی مثالیں قائم بھی کی
ہیں۔میری دعا اور تمنا ہے کہ یہ حکومت بھی ایسی مثالیں قائم کرے کہ
جس پر واقعی آئندہ نسلیں فخر کر سکیں۔ نہ کہ شروع ہی سے آئین سے
ہٹ کر حکومت کوئی کام کرے۔یہ کوئی قابل تحسین بات نہیں ہوگی۔شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ! جناب سید قادر صاحب۔

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Mr. Chairman, I would just like to draw your attention to one aspect of this issue which has perhaps been ignored so far. Under Article 254 of the Constitution; failure to comply with requirement as to time does not render an act invalid, this may not be construed that the Government's point of view is going to be supported, when any act or thing is required by the Constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by the reason that it was not done within that period. While referring to this Article in the ruling of the Chairman of the Senate—the Decisions of the Chair which are with you, if you go to page 194, the Chairman categoricallyruled that if this clase is being used to cover the lapse, this should not be done in future and for that I would like to draw your attention and read this to you in paragraph 2 of page 194. The Chairman ruled 'since the two Houses assembled together have been addressed by the President, although after the privilege motion was moved and may not be at the appropiate time, Article 254 can be pressed into service to cover whatever irregularity one or the other honourable member might think there has been in the proceedings.' Article 254 reads :—

......"when an act or a thing is required by the Constitution to be done within a particular period then inverted commas are used, "within a particular period" incidently also means by a particular date according to its dictionary meanings and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid and.........". Then on Page 195, he finally gives the ruling 'I think while there may have been a mistake or a lapse or whatever for the future at least we would be on the right track and you would have to set up unambiguous traditions, I hope this is acceptable to the House.' The point I have tried to make is Mr. Chairman that the ruling in the Decisions of the Chair is very clear that there was a breach of privilege that this should not be done in future and Article 254 may not be used in future to cover such a lapse and, therefore, I request that this may be passed over to the Privileges Committee for consideration. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Mr. Aitzaz Ahsan.

Mr. Aitzaz Ahsan : Mr. Chairman, at the out set and before I come to the Constitution itself, let me point out that there is no intention on the part of the Government to deny any honourable member the right and the privilege to debate issues or to debate or participate in any discussion on any admissible issue on the floor of this House or any other forum that may be available under the Constitution and the law. So, that apprehension that the Address of the President has not taken place, has not been made is on account of any intention on our part to frustrate or smother the debate: is with great respect I say a misconception because the President will address a sitting of the Houses assembled together on the 14th of December. That is only in about two days and there is no question of the government of Pakistan Peoples Party endeavouring to avoid any dictate of the Constitution or any thing prescribed by the Constitution. One honourable member wanted to debate on employment and lawlessness—he will have all the right, all the opportunities to do so. I am sure and with the gift of public speaking at his command he will have certainly the chance, after the President has addressed a sitting of both the Houses assembled together on the 14th of December, 1988.

I now take up the two motions, Mr. Chairman.

The motion moved by the honourable member Prof. Khurshid Ahmed raads and I read only the portion that is relevant to my argument at this moment, "after the general election of the National Assembly and informing the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons before holding normal session of the Senate"..... This, Mr. Chairman, the word 'before' contained in this motion is the one word that gives a way to mis-conception on which this privilege motion is based. It is also the same mis-conception on which the other privilege motion is based. It is assumed that before the session of this august House there must be a session of the two Houses together, where that is obtained from is beyond me. It is certainly not the provision, not the prescription of Article 56 (3). The learned members are assuming that the first word of sub-article (3) is 'before' that is not so. The word is at the commencement of the first session and the language does not say session of the National Assembly. It says: "At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly". Now two things are prescribed, Mr. Chairman. One is the composition of the session. The one relates to the composition of the body which will be addressed by the President and the other is the time of the meeting of that body. The time for the meeting of the body is clearly prescribed as being after each general election to the National Assembly. I am not going into the annual sittings or the annual sessions because that is not relevant for our purpose. The further one—the time for the meeting of the body—is after each general election of the National Assembly but what is the body that must meet after each general election of the National Assembly. That body is not the session, not this honourable House, not the Senate. That body is not the National Assembly. That body is not the one House alone or the other House alone. That is a second, a different entity and entity of the Joint-Sitting of the two Houses assembled together.

Now, if Mr. Chairman, you will please bear with me and refer to Article 54, (1). What the learned members are confusing is the timing with the composition and the composition with the timing and they are mixing the two together. There are two things. Article 54 (1) deals with three different kinds of sittings or sessions or bodies. The President may from time to time summon (1)—firstly, I am adding the word firstly, either House or and this is secondly—both Houses or *Majlis-e-Shoora* (Parliament) and the third is or *Majlis-e-Shoora* (Parliament) in Joint-Sitting. So, there are three concepts here, three bodies, three assemblies being visualized—one is either House, the other is

[Mr. Aitzaz Ahsan]

both Houses and the third is Joint-Sitting. Now, in the both Houses, when both Houses meet after the general election when they meet for the first time together, after the general election that session must commence with the Address of the President and that session will commence with the Address of the President. Article 56 (3) does not say that at the commencement of the first session of the Senate, it does not say so. Mr. Chairman, at the commencement of the first session of the Senate after each general election to the National Assembly, that does not say. This body will not be the body, you can see, Mr. Chairman, with great respect I submit, if I may say so, the illogic in the arguments of the honourable members who have argued for the privilege motion and the logic or the lack of logic is if that session is a session of this body then what would the National Assembly members be doing in that meeting? If this session today were to commence with the Address of the President or be preceded by it, I say it could not be preceded because the word is not 'before', it is 'at'. The session of that House which the President is going to address will not be a session of the Senate of Pakistan. It will equally not be a session of the National Assembly of Pakistan. Therefore, it would be wrong to say that the privilege of this House has been violated because the session of this House started without the President's Address or to say that before the session of this House could be started, the two Houses assembled together must meet.

These are inferences, Mr. Chairman, which are not warranted by the language, the letter and spirit of the Constitution and now, I read again, Article 56 (3) to make a further submission 'at' and not 'before'. At the commencement of the first session, first session of the two Houses assembled together. I would read Parliament not of the Senate because the session commences with the President's Address after each—when ? After each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address. Whom shall he address ? Which session will he be addressing ? The session that he will be addressing is both Houses assembled together and then the President shall inform *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons. During this session of both Houses assembled together, Mr. Chairman, no business of that session can be undertaken except after the President has addressed because that session must commence with the Address of the President and as I have informed, Mr. Chairman, I do not want to take unnecessary time. I have informed that the President will address and that session will commence, this I can state from the floor of the House. The session is scheduled to be addressed by the President and that session of the Senate and the National Assembly sitting together in joint Assembly that session will be the first session of that Assembly after the general election to the National Assembly and that session will commence with the Address of the President. Mr. Chairman, one learned member has called it a substantial breach. With great respect I submit it is not even a technical breach of privilege of this House. The Government of Pakistan Peoples Party does not intend to violate the privilege of any House because it holds the two Houses and Parliament in the highest esteem and respect and, therefore, Mr. Chairman, both the conditions contained in Article 56 (3) having been met and I conclude with that namely (i) that the first session of both the Houses assembled together will commence with the Address of the President and secondly that in terms of timing will be the first sitting, the first session after the elections to the National Assembly. I think on a pure misinterpretation of the Constitution the learned and honourable members have based this privilege motion on a misinterpretation of the Constitution and, therefore, I submit that the privilige motion be ruled as inadmissible and out of order.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Sir, the issue which the learned Law Minister has raised very eloquently with regard to the two words "at" and "before" this was done also in the National Assembly. Now, the issue which we have before us whether this interpretation is right or wrong and I would like to draw your attention to the Decisions of the Chair in this House on page 167; afterall we have learnt from other democracies and we have based our Constitution on this system which is being followed in the world :

So on page 167– "Similar provisions, he said also exist in Article 87 of Indian Constitution. He then drew attention to page 148 of Practice and Procedure of Parliament by M. N. Kaul wherein it has been stated–'at the commencement of the first session of Parliament after each general election to the Lok Sabha'....".

Now, the stress I am laying is on the word 'at'. Those who drew up the Constitution in Pakistan they must have had a look at some other Constitutions, and that is why this word 'at' has been drawn from the Indian Constitution and the Indian Constitution is following it to the letter and spirit of their Constitution that the Indian President invariably addresses the Lok Sabha at the first session and a joint session he addresses which is of both the Houses, therefore, stressing the point of 'at' and 'before' is not going to get us anywhere. We should go by the ruling which already exists in this House at least, and I would request you that we cannot just side track something which has been discussed in such detail that this Article 56(3) clearly implies that the first session is the session immediately after the general elections where both Houses have to be addressed by the President. Thank you.

Mr. Acting Chairman :Thank you. Mr. Aitzaz Ahsan.

Mr. Aitzaz Ahsan : Mr. Chairman, by your leave may I respond just to that because a point has been taken; the honourable member has supported my argument from pointing out this and I am very grateful to him because the wording of the Indian Constitution that he has read now leaves no doubt; it says at the commencement of the first session of Parliament', not of Lok Sabha not of the Rajia Sabha but of Parliament, this is what I am submitting that when Parliament sits together that first session will be addressed by the President.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Prof. Khurshid Ahmed

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! میں سب سے پہلے تو فاضل وزیر عدل کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے کام کو آسان بنا دیا ہے ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

ان کی اس ایوان میں یہ maiden speech تھی اور اسمبلی میں وہ اس موضوع کا مزہ چکھ چکے تھے میرا خیال تھا کہ جب وہ یہاں آئیں گے تو کوئی دلیل

[Prof. Khurshid Ahmed]

دینے کی کوشش کریں گے لیکن بدقسمتی سے جن بودے سہاروں کو انہوں نے اپنایا ہے وہ اس حکومت کے بارے میں کوئی بڑا اچھا impression نہیں چھوڑ رہے، جناب والا! آئیے سب سے پہلے ان کے دلائل کو لیں، اگر انہیں دلائل کہا جا سکتا ہے تو۔ پہلے کمال فراخدلی سے انہوں نے ہمیں یقین دلایا کہ ان کی حکومت اس ایوان کو اور دوسرے ایوانوں کو یہ موقع دینا چاہتی ہے کہ یہ ارکان صدر کے خطاب پر بحث کر لیں گے، ہم بڑے ممنون ہیں ان کے لیکن اس کے لئے ہمیں ان کی کسی عنایت کی ضرورت نہیں ہے یہ دستور میں ہمارا حق ہے اور ہم اپنا حق وصول کر کے رہیں گے کوئی ہمیں اس حق سے محروم نہیں کر سکتا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کی حکومت کی نگاہ میں اس ایوان کی اور پارلیمنٹ کی بڑی عزت و وقعت ہے، سبحان اللہ، وہ یہ بھول گئے کہ ان کا وجود مرہون منت ہے اس پارلیمنٹ کا، اس دستور کے تحت ہم پارلیمانی نظام کے تحت کام کر رہے ہیں جس میں حکومت وقت کا بننا اور بگڑنا یہ پارلیمنٹ کے ذریعے واقع ہوتا ہے، نیشنل اسمبلی کے ذریعے ہوتا ہے اس کے لئے ہمیں ان سے ان توصیفی اور تعریفی کلمات کی ضرورت نہیں تھی، ہم یہاں ان سے امید کرتے تھے کہ وہ قانونی اور سیاسی اعتبار سے بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ جو دستور کی خلاف ورزی ہوئی ہے اس کے بارے میں ان کا نقطہ نظر کیا ہے لیکن انہوں نے اس پہلو کو یکسر نظر انداز کیا ہے۔

جناب والا! ایک خیالی misconception کو انہوں نے جنم دیا اور پھر اس ٹیڑھی اینٹ پر پوری عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کی اگر آپ linguistics کے نقطہ نظر سے غور کرنا چاہیں تو before جس context میں میں نے اپنی قرارداد میں استعمال کیا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب بھی ایک نئی پارلیمنٹ وجود میں آئے گی اس پارلیمنٹ کا

پہلا کام یہ ہوگا کہ وہ صدر کے خطاب کو سنے اور اس پر بحث کرے ، میں نے یہ دلیل دی تھی کہ ہر نئے انتخاب کے بعد پارلیمنٹ نیا وجود اختیار کر لیتی ہے کیا انہیں اس سے انکار ہے کیا اس دستور کا فریم ورک اور دنیا کے سارے پارلیمانی نظاموں کے فریم ورک اس اصول کو ثابت نہیں کرتے اور اگر یہ بات درست ہے تو پھر اس پارلیمنٹ کا جو commencement جو الفاظ دستور میں استعمال ہوئے ہیں at the commencement کا معنی یہ ہے کہ اس commencement کے ۔ سے پہلے کوئی اور کام نہیں ہوگا اور اسی بنا پر دستور نے دوسرے مقامات پر اس بات کی وضاحت کر دی کہ حلف لینے کے بعد پہلا کام یہ ہوگا کہ قومی اسمبلی کے اندر سپیکر ، ڈپٹی سپیکر کا انتخاب ہوگا سینیٹ میں ، چیئرمین ، ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب ہوگا ، پارلیمنٹ کا جو پہلا اجلاس ہونا ہے جس سے کہ پارلیمنٹ کو اپنے کام کو ، اپنی زندگی کو commence کرنا ہے وہ ہے صدر کا خطاب ، انہوں نے یہ کہا کہ تین دن کے بعد ہم آپ کو یہ موقع دے دیں گے ، ہم ان کی اس مہربانی کے بڑے ممنون ہیں لیکن جناب والا ! ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ قانون میں ، عدل میں معاملات میں وقت کی بڑی اہمیت ہے ، آپ یہ کہیں کہ ہم ازدواجی زندگی کا آغاز تو تین دن پہلے کر لیتے ہیں اور شادی تین دن کے بعد ہو جائے گی اور کیا بات ہے تین دن کے بعد ہی تو نکاح ہونا ہے ۔ تو جناب والا ! قانون ، دستور ، رسم و رواج ان میں وقت کی بڑی اہمیت ہے اور ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اچھے کام کو ایک غلط وقت پر کرنا ایک غلط چیز ہے ، آپ نماز پڑھیں لیکن غلط وقت پر پڑھیں آپ قرآن پاک کی تلاوت کریں لیکن غلط وقت پر کریں تو یہ غلط ہے غلط وقت پر آپ سجدہ نہیں کر سکتے ۔ اس لئے وقت کی بڑی اہمیت ہے اسی لئے دستور نے یہ بات واضح کی کہ پارلیمنٹ کی زندگی کا جو آغاز ہے وہ صدر کے خطاب سے ہوگا لیکن انہوں نے کنفیوژن

[Prof. Khurshid Ahmed]

پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں ذرا دستور کے الفاظ پر غور کریں ، ماشاءاللہ وہ قانون کے بھی ماہر ہیں اور grammar کے بھی ۔

"At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons."

انہوں نے لفظ سیشن پر بڑی اچھی گردان کی ہے لیکن شاید دستور میں تمام مقامات پر سیشن کا لفظ انہیں پڑھنے کا موقع نہیں ملا ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس سے پہلے آرٹیکل ۵۴ میں واضح کیا گیا ہے ۔

There shall be at least three sessions of the National Assembly every year.

معلوم ہوا کہ سیشن جو ہے وہ اس ایوان کے باقاعدہ ملنے .... جس کا اختیار صدر کو دیا گیا ہے اب اس سیشن کی تین چار قسمیں ہیں جو اس دستور میں بیان کی گئی ہیں ایک ہے سیشن آف دی نیشنل اسمبلی ۔ دوسرا سیشن آف دی سینیٹ ہے تیسرا جوائنٹ سٹنگ Joint-sitting and Assembly of the two Houses کو وہ کنفیوز کر رہے ہیں دستور نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے ۔ سیشن ان میں ہر ایک میں ہے ۔ پارلیمنٹ کا سیشن ، سینیٹ کا سیشن اور اسمبلی کا سیشن ۔ یہاں پر یہ نہیں ہے جس کے معنی تمام sessions ہیں اس general use میں کہا گیا ہے At the commencement of the first session اس کے معنی یہ ہیں کہ سیشن کا اطلاق اس ایوان کی جس جس اسمبلی پر ہوتا ہے خواہ وہ نیشنل اسمبلی کا سیشن ہو خواہ وہ سینیٹ کا ہو خواہ وہ جوائنٹ سٹنگ ہو خواہ وہ sitting of the two Houses ہو سیشن ہی ایک لفظ ہے جو کہ ان چاروں کے اوپر حاوی ہے اور یہ بات اس سے واضح ہو جاتی ہے جب آپ پہلے sentence کو in conjunction with the last sentence ,

At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly, the President shall address both Houses together.

پڑھیں گے تو یہ سیشن cover کرتا ہے دستور کی ان تمام چیزوں کو۔ جناب والا! اگر وہ زحمت کرتے رولز آف بزنس کو پڑھنے کی اور اس کی روشنی میں غور کرتے اس مسئلے کے اوپر تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان دونوں کی پارلیمنٹ میں۔ فرق یہ ہے کہ Joint-sitting قانون سازی کے لئے ہوتی ہے یا ایمرجنسی کے لئے ہوتی ہے اس کی صدارت سپیکر آف دی نیشنل اسمبلی کرتا ہے جبکہ sitting of the two Houses وہ صرف commencement کے لئے ہوتی اور اس میں President is the controller of the House گو پریذیڈنٹ کے دائیں اور بائیں سپیکر اور چیئرمین سینیٹ بیٹھتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ہاؤس کو کنٹرول نہیں کرتا تو یہ چاروں کیٹگریز الگ الگ ہیں اور دستور یہ کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کا آغاز اور ہر سال کے سیشن کا آغاز اس sitting of the two Houses سے ہونا چاہیئے اس کا function صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی نئی زندگی اور پارلیمنٹ کے نئے سال کا آغاز اس سے ہوگا اور اس کا مقصد بھی یہ ہے کہ اس میں بتایا جائے کہ اس پارلیمنٹ کے سامنے اس سال کے دوران حکومت وقت کی پالیسی کیا ہے۔

جناب والا! میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ ہم نے سابق صدر کے اس اختیار کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اس موقع کو اپنی ذاتی آراء کے اظہار کرنے کے لئے استعمال نہیں کر سکتے اس کے لئے ان کے پاس دستور میں دوسرے مواقع حاصل ہیں یہ موقع گورنمنٹ کی پالیسی کو پیش کرنے کا ہے تو یہ خاص مارک ہے sitting of the two Houses یہ صرف سیشن ایک پارلیمنٹ کو خطاب کرنے یا ایک سال کے آغاز کے لئے..... (مداخلت)

Mr. Chairman : Please maintain the decorum of the House.

[Prof. Khurshid Ahmed]

پروفیسر خورشید احمد:- شکریہ! جناب! میں یہ عرض کر رہا تھا
کہ اسی لئے رولز دونوں کے لئے مختلف ہیں یہ جو Commencement of the
Parliament یا commencement of the year پر سیشن ہوتا ہے پہلا
سیشن یہی ہونا چاہیئے یعنی دونوں کی Joint sitting ہونی چاہیئے
اس sitting کو President of the country کنٹرول کرتا ہے اور اس
میں نہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے نہ ایڈجرنمنٹ موشن ہوتی ہے نہ
پریویلج موشن ہوتی ہے نہ کوئی اور کارروائی ہوتی ہے اس کا مقصد
صرف یہ ہے کہ پالیسیاں بیان کر دی جائیں اور اس میں دونوں ھاؤسز
as two Houses ملتے ہیں یہ Joint-sitting نہیں ہوتی ہے یہ joint-
sitting کوئی فیصلہ نہیں کرتی اس کے بعد پھر یہ دونوں
Houses الگ الگ بحث کرتے ہیں تو یہ فریم ورک ہے اور سیشن لفظ
جو ہے وہ تمام معانی کے اوپر محیط ہے جس میں چاروں شکلیں موجود
ہیں اور ان چاروں شکلوں میں پہلا اجلاس جو اس سال کا ہونا
ہے اور پہلا اجلاس جو نئی پارلیمنٹ کے انتخاب کے بعد ہونا ہے وہ
لازماً sitting of the two Houses ہونی چاہیئے اور اس سے President
کا خطاب ضروری ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں عرض کرونگا کہ ہم نے اس
سے پہلے اپنی گزارشات میں چیئرمین آف دی سینیٹ کی ایک رولنگ بھی
پیش کی تھی اور غالباً وہ سینیٹ کی تاریخ کی طویل ترین رولنگ ہے اور
اس پر قانونی بحثیں بھی ہوئی ہیں حتیٰ کہ اٹارنی جنرل کو کال کیا گیا تھا
کہ وہ آکر اپنا نقطۂ نظر پیش کریں لیکن فاضل وزیر انصاف نے اس
بات کی کوشش نہیں کی کہ سابقہ رولنگ میں جس substantive اصول
کو establish کیا گیا ہے اور اس کا clear violation ہوا ہے وہ ہمیں
اس بارے میں کچھ بتاتے اس کو انھوں نے یکسر نظر انداز کر دیا

اور سہارا لیا commencement اور before کا میں ان کو یقین دلاتا ہوں یہ گرامر کی شاعری جو ہے یہ یہاں نہیں چل سکے گی بات بالکل واضح ہے دستور کا تقاضا ہے کہ ہر پارلیمنٹ کا آغاز sitting of both the Houses سے ہو اور پریذیڈنٹ اس کو ایڈریس کرے اس کے بعد باقی ساری کارروائی کی جائے۔

جناب والا ! میں یہ بات بھی عرض کروں میں نے اڑتی ہوئی بات سنی ہے زبانی طور کی کہ آج اس سینیٹ کے اس سیشن کو شاید Prorogue کیا جا رہا ہے اگر یہ بات درست ہے تو یہ اور بھی افسوسناک ہے۔

جناب قائمقام چیئرمین : میرے علم میں تو ابھی تک نہیں ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : اسی لئے میں نے اگر کے ساتھ کہا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے ۔

Mr. Wasim Sajjad : Point of order Sir. This information has also reached some of us and we are very disturbed by this that this would be the first time in the history of the Senate that it is being prorogued in one day. So, I will request the honourable Minister for Law to kindly tell us whether this information is correct or not.

Mr. Acting Chairman : He has listened to this but this is not a point of order.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I would request him because this is prevailing in the House.

Mr. Acting Chairman : He can not be forced to make a statement, it is no point of order.

(interruption)

Mr. Wasim Sajjad : Sir, you are the protector of the rights of this House. We are asking this information, it concerns all of us that the very first day when we are meeting, we have been told, it is being prorogued. It is never happened in the history of the Senate.

Mr. Acting Chairman : It is not in my knowledge till now.

Mr. Wasim Sajjad : That is why I am requesting you to kindly ask the Minister for Law to tell us whether it is right or not.

Mr. Acting Chairman : It is not a point of order, you have mentioned it to the Law Minister and I can not force him to make a statement.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, it is very important for us to know what is happening to us.

Mr. Javed Jabbar : Point of order Sir. Point of order should relate to the proceedings of the House at a given time. It is not a point of order relating to the privilege motion being discussed.

There are occasions when silence is an eloquent answer.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ میرے فاضل وزیر عدل نے ہندوستان کے دستور کا سہارا بھی لیا ہے اور محترم جنرل سعید قادر ان کی معاونت کے لئے بھی تقصور کر لیے گئے لیکن اگر وہ انڈین آئین کی آرٹیکل ۸۷ پڑھیں جو میرے پاس موجود ہے اس میں کہیں لفظ "پارلیمنٹ" لکھا ہوا نہیں ہے اس میں الفاظ یہ ہیں:

At the commencement of the first session after each general election to the House of the people. جو وہاں نیشنل اسمبلی ہے، And at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses of Parliament assembled together and inform the Parliament of the causes of its summons.

اب حضور والا ! اگر آپ اس کا مقابلہ اپنے دستور سے کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ اس کے اور اُس کے الفاظ ترتیب میں ذرا سے مختلف ہیں لیکن الفاظ کم و بیش وہی ہیں ۔ آپ کے ہیں کہ .....

At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons.

جناب والا! یہ جو انہوں نے ایک تصوراتی دنیا بنائی ہے، کہ دراصل پارلیمنٹ کا، دونوں Houses کا اجلاس جو کہ خاص چیز ہے، صدر صرف اسی کو ایڈریس کرے گا یہ بالکل غلط ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ دستور میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، دستور کا فریم ورک یہ ہے کہ Sitting of both Houses سے آغاز ہونا چاہئیے، یہ ایک خاص اجتماع ہے اور اس اجتماع میں صدر کا خطاب اصل چیز ہے، اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اور باقی جو تین شکلیں سیشن کی ہیں، یعنی یہ کہ نیشنل اسمبلی کا سیشن، سینیٹ کا سیشن اور جائنٹ سٹنگ، یہ تین الگ الگ چیزیں ہیں، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات کو consider کرنا چاہئیے اور چیئرمین کی سابق رولنگ سے یہ بات بالکل clear ہے کہ violation گورنمنٹ سے ہوا ہے، چاہے یہ lapse اس کی لاعلمی کی بنا پر ہوئی ہو، یا کسی اور وجہ سے، لیکن اب اس کو repeat کیا جانا، یہ نہایت ہی خطرناک ہے، اور جناب والا ضمناً یہ بات بھی کہہ دوں کہ انہوں نے اپنے خطاب میں یہ بھی کہا تھا کہ لوگ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہ رہے ہیں، مجھے نہیں پتہ کہ ہم میں سے کس نے اس بات کا ذکر کیا......

(مداخلت)

لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہم انشاءاللہ اپنے وقت پر کریں گے۔ اور پچھلے سات دنوں سے جس قسم کے مظاہرے ہو رہے ہیں، انشاءاللہ ہم ان کا پورا پورا احتساب کریں گے۔ لیکن ہم یہ ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ حکومت جب کوئی صحیح موقف اختیار کرے گی، ہمیں اس کی تائید کرنے میں کوئی باک نہیں ہو گی۔ لیکن جہاں حکومت کوئی غلطی کرے گی، اس پر احتساب ہمارا فرض ہے، اور اسی لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ بھی کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور اس وقت انہوں نے جو زیادتی کی ہے کہ اسمبلی اور سینیٹ کا اجلاس sitting of the both Houses بلا لیا ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس کا وہ اعتراف کریں اور اس کی تلافی کی کوشش کریں اگر ہم نے صحیح پارلیمانی روایات قائم نہ کیں تو ایک غلطی کو ہم دوسری غلطی میں برابر بدلتے رہیں گے اور قوم کی قسمت میں اس طرح کی غلطیاں ہی ہوں گی۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف : شکریہ۔ جناب والا ! قابل احترام معزز وزیر عدل و انصاف نے جو نئی دستور کی تشریحات نکالی ہیں ، میرا خیال ہے کہ پارلیمانی تاریخ کے اندر آج تک کسی نے بھی یہ تشریح نہیں کی ہوگی۔ کہ اولیت کا معنی یہ ہے کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاس علیحدہ علیحدہ ہوں گے اور " وہ جائنٹ سیشن " علیحدہ ہوگا ، جب کہ آج ہم یہ نئی تشریح سن رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ " عذر گناہ بدتراز گناہ " والی بات سامنے آ رہی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس پر معذرت کرتے کہ واقعی ان سے چوک ہوئی ہے ، ان سے بھول ہوئی ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ پروفیسر صاحب نے جس وضاحت کے ساتھ اور جن دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کیا تھا ، ان کا نقطہ وار جواب دیا جاتا لیکن جناب وزیر عدل صاحب نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ " اولیت " کے معنی کیا ہیں اور " سیشن " کے معنی کیا ہیں۔ جب کہ اس میں انہوں نے نہ تو چیئرمین کی رولنگ کا جواب دیا ہے اور نہ ان حوالہ جات کا جو کہ پارلیمان کی تاریخ کے اندر موجود ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر وزیر قانون صاحب اس کی وہ تشریح کریں جو آج تک پارلیمان کی تاریخ کے اندر چلا آ رہا ہے اس کی تاویل وہی کی جائے گی جو دنیا کی تمام پارلیمنٹوں نے تشریح کی ہوئی ہے کہ " اولیت " کا معنی یہ ہے کہ ابتدا صدر کے خطاب سے ہوگی اور اس کے بعد دونوں ایوانوں کے علیحدہ علیحدہ اجلاس ہوں گے۔ جب تک ہمارے سامنے موجودہ حکومت کے صدر کا موقف نہیں آئے گا تو یہ پارلیمنٹ کس بنیاد پر اپنے نقطہ نگاہ کو آگے بڑھائے

گی ۔ اور ان تشریحات میں نہیں جاؤں گا جو پروفیسر صاحب نے فرمائی ہیں ۔ میرے ذہن میں بھی تقریباً وہی تشریحات تھیں جو کہ انہوں نے فرمائی ہیں ۔ بہرحال وزیر عدل سے ہم یہ کہتے ہیں کہ مہربانی فرماکر اس کی مزید تشریح کریں ۔

Mr. Javed Jabbar : First of all, I would like to submit, Mr. Chairman, that I have the greatest deal of respect for the integrity and knowledge and competence of the movers of the motion even though, I might have disagreed with them in the past I respect the sincere intentions which probably motivate them in making this privilege motion before the House. But at the same time, I would like to submit that the technical arguments so competent.....

Mr. Acting Chairman : Prof. Khurshid Ahmed on point of order.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! ہم جاوید جبار صاحب کا بے پناہ احترام کرتے ہیں Respect, Love and Affection بلکہ ہمارا تعلق کا ہے ۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس قاعدہ کے تحت پریویلج موشن کے اوپر جاوید جبار صاحب بحیثیت وزیر بول رہے ہیں، وہ بطور رکن پہلے بول سکتے تھے اب صرف لاء منسٹر کا حق ہے کہ وہ ہماری بحث کا جواب دے ۔

Mr. Javed Jabbar : I have right as a Member.

پروفیسر خورشید احمد : آپ نے اپنے " Right " کو صحیح وقت پر استعمال نہیں کیا ۔ اس وقت آپ بطور وزیر نہیں بول سکتے ۔ اس لئے کہ آپ کا یہ Portfolio نہیں ہے ۔ آپ بطور ممبر سینیٹ بول سکتے تھے لیکن یہ آپ کو اس وقت بولنا چاہئیے تھا جب صدر محترم نے تمام اراکین کو موقع دیا تھا ۔ اور یہ بار بار دیا ہم ان کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس روایت کو قائم رکھا ہے لیکن اب غلط وقت پر آپ بول رہے ہیں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ پروفیسر صاحب ، ابھی قاضی صاحب بھی بولے تھے ، انہوں نے بھی یہ لبرٹی مانگی تھی ، اس لئے اب سارے معزز اراکین کو اظہار خیال کرنے دیجئے ، اس کو آپ نے ایک open debate بنا لیا ہے۔ اس لئے اب اسے جاری رہنے دیجئے ۔۔۔۔۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائمقام چیئرمین : جی آپ ارشاد فرمائیں ۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب محمد طارق چوہدری : اس معزز ایوان میں یہ آزاد گروپ کے واحد وزیر ہیں ، اس لئے ان کو موقع دیا جائے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! نو پوائنٹ آف آرڈر ، جناب جاوید جبار صاحب

Mr. Javed Jabbar : Thank you, Mr. Chairman. I am grateful to my colleagues in the House but I just want to point out for the record that I did attempt to speak and out of deference to the Chair, I did not do so. I speak as a member of the Senate and not as the Minister Incharge of the privilege motion which is the honourable Justice Minister.

Prof. Khurshid Ahmed : Welcome back.

Mr. Javed Jabbar : Thank you. Mr. Chairman, my submission is that in addition to the very competent presentation of the technical arguments by the honourable Minister of Justice which I endorse, I would simply like to point out that this most substantive comprehensive ruling of the Chair in 1986 runs into over 40 pages and possibly the longest ruling. It covers every aspect but I would seek your indulgence that one should not be guided by the literalism of the ruling or of the interpretation. The basic concept in that ruling relates to the concept of attendant circumstances and the attendant circumstances have been identified for the first time in the ruling on page 156. Attendant circumstances mean that the circumstances that prevail in a given country or different from the circumstances that prevail in another country. But they also mean that the attendant circumstances that prevail in a country

at a given time in its history can be different from the attendant circumstances at another time in the same country's history and here we have an extraordinary constitutional situation in Pakistan.

As you are well aware the previous Government not the immediately predecessor Government which was designated as the Caretaker Government, but the Government which took office in March, 1985, which was subsequently converted into Muslim League Government had as much as one year and three months in place before this issue of considering a possible breach of privilege arose. As you know, the then Prime Minister took oath in March, 1985, this point of a discrepancy, a possible discrepancy between the Constitution and the Rules of Procedure and the holding of Joint Session arose in May, 1986. Now, that was a specific circumstance.

Now, Mr. Chairman, look at the circumstances in November - December 1988, entirely different circumstances, we had extraordinary circumstances, we had a situation where the Head of State on the very floor of this august House gave us the date of the 16th of November for the holding of elections. Now, we knew as the custodians of the constitutional conscience of Pakistan that the 16th of November was beyond the limit specified in the Constitution, i.e 90 days. There was no ambiguity about that and may I, at this point, point out that the second mover of this motion had very ably tried to defend the privilege motion which I had the honour to move which tried to hold that the action of the 29th of May, was unconstitutional. At that time the second mover of this motion was of the view that it was not unconstitutional. Subsequently, the High Court of Punjab and the Supreme Court of Pakistan, endorsed our view point and it held that action to be unconstitutional.

Mr. Acting Chairman : Mr. Wasim Sajjad on a point of order.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I had only stated at that time that it did not amount to a breach of privilege. I had stated and I say again, at that time that constitutional matter was a matter requiring interpretation by the court and thereafter the matter did go to the court.

Mr. Javed Jabbar : My intention is not to cast reflections on his integrity or sincerety. I was only pointing out the contrast in the circumstances that here we have a situation, an extraordinary situation where the budget of the country has had to be considered in a special ruling by the Supreme Court of Pakistan. Therefore, Mr. Chairman, the attendant circumstances which constitute the basis for the ruling of the Chair in 1986 have to be taken into account in this particular case as well because in Pakistan unlike India the Senate has no financial power. In India a joint sitting of

[Mr. Javed Jabbar]

Parliament is essential because the Rajia Sabha is also given the benefit of having the budget laid on the Table of the House. This is a fundamental difference in concept between the Senate of Pakistan and the Rajia Sabha of India and, therefore, the very concept of what constitutes a joint session or a joint sitting becomes distinct and, therefore, the concept that any Indian precedent or a British precedent be applied to Pakistan cannot be held to be valid and, therefore, I submit Mr. Chairman, that if you refer to the relevant portions of the ruling given by the Chair even the concept of the difference in the start of the parliamentary year, the Senate's parliamentary year in that ruling is clearly stated to be the 21st March of every year.

In this case we have an extraordinary situation where this Senate reflects the results of the elections held in 1985, the results of the National Assembly elections for the first time held on party basis or on a totally different ground. Therefore, in view of all these different elements of the attendant circumstances I believe that this particular privilege motion be held inadmissible. Thank you.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Wasim Sajjad.

Mr. Wasim Sajjad : I must complement the honourable Senator on having taken over the portfolio of the Law and Parliamentary Affaris.

جناب قائمقام چیئرمین : جناب پروفیسر خورشید صاحب ، ابھی کچھ اور ہے ؟

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! بس ایک دو منٹ رولز آف پروسیجر کی بات تو میں بعد میں کروں گا ۔ پہلے تو میں جاوید جبار صاحب کو ایک شعر سنانا چاہتا ہوں ۔

وہی منزلیں وہی قافلے وہی راستے وہی مرحلے
مگر اپنے اپنے مقام پر کبھی ہم نہیں کبھی تم نہیں

جناب والا ! میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ رولز کے تحت mover کی حیثیت سے مجھے یہ اختیار ہے حق ہے مجھے کہ اگر کوئی substantive argument نیا آئے تو میں اس کا جواب دے سکوں اور جاوید جبار صاحب کو میں complement کرتا ہوں کہ جہاں وزیر عدل دلائل نہیں لا سکے انہوں نے (جاوید جبار صاحب) ایک دلیل لانے کی کوشش کی ہے اور وہ

attendant circumstances کی دلیل ہے۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ attendant circumstances کی دلیل جو ہے یہ صرف چیئرمین سینیٹ کی رولنگ ہی میں نہیں ہے بلکہ یہ Law of Necessity کی بڑی پرانی دلیل ہے۔ جیسے Constitutional Law میں بھی بڑے بڑے دلائل سے پیش کیا گیا ہے اور جس کے ذریعے بہت سے لوگوں نے بہت سے غلط اقدام کی توجیہہ بھی کی ہے اور پاکستان کی تاریخ اس سے بھری ہوئی ہے۔ میں مثالیں دینا ذرا عدالت کے وقار کے منافی سمجھتا ہوں۔ البتہ جو بنیادی بات انہوں نے کہی ہے وہ قابل غور ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کیا فی الحقیقت آج دسمبر ۸۸ء کے attendant circumstances مئی جون ۸۶ء کے attendant circumstances سے مختلف ہیں اور میں دو points concede کرتا ہوں کہ یہ بڑا اہم موقع ہے اس پہلو سے ہے کہ پاکستان کے اس نئے دور میں پہلی مرتبہ پارٹی بنیادوں پہ انتخابات ہوئے ہیں سپریم کورٹ نے یہ بات طے کی کہ پارلیمانی جمہوریت سیاسی جماعتوں کے بغیر نامکمل ہے اور سپریم کورٹ کے اس فیصلے اور دستور کی روح کے مطابق یہ انتخابات ہوئے یہ فی الحقیقت بہت اہم development ہے اسی لئے ہم یہ توقع رکھتے تھے کہ اسی development کے بعد دستور اور قانون کی زیادہ اہتمام کے ساتھ پابندی کی جائے گی۔ چونکہ دستور اور عدالت کے فیصلوں کے نتیجے کے طور پر یہ نئی پارلیمنٹ وجود میں آئی ہے اور یہ بہت بڑا achievement ہے۔ لیکن اس کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ دستور کی پابندی کریں۔ اور literal interpretation اور liberal interpretation اس کو ہم نے بہت جانا ہے یہ کیا چیز تھی قانون، قانون ہے قانون کے الفاظ بھی اہم ہیں، قانون کے مقاصد بھی اہم ہیں اور یہاں الفاظ اور مقاصد دونوں ہمارے ایک ساتھ

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہیں۔ اس لئے کہ مقصد یہ ہے کہ پارلیمنٹ کا آغاز نئی حکومت کی policies کے بیان سے، اس موقع پر صدر صرف party in power کی زبان ہوتا ہے آلہ کار ہوتا ہے۔ اور اس کی زبان سے party in power اپنی بات کو بیان کرتی ہے۔ لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس پہلے تاریخی موقع کو abdicate کیا ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنی پارلیمانی زندگی کا آغاز policy statement کے ذریعے کرتی جو ضروری تھا اور پروقار چیز تھی۔ جس سے اس ملک میں جمہوریت اور دستوری روایات پروان چڑھتیں، انھوں نے اس سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔

دوسری بات جناب والا! یہ کہی گئی ہے کہ اس وقت بجٹ کا معاملہ تھا اور ناگزیر تھا کہ ہم جلدی اجلاس بلائیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی فرق واقع ہو جاتا کہ ۱۱ تاریخ کو سینیٹ کا اجلاس بلانے کے بجائے یا ۸ تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس بلانے کی بجائے ۸ تاریخ کو Joint sitting of the two Houses ہوتی باقاعدہ پارلیمنٹ کا آغاز کیا جاتا، اور اس سے اگلے دن آپ بجٹ پر بحث شروع کر دیتے۔ اس سے اگلے دن آپ سینیٹ میں دوسرے معاملات لے آتے۔ اور آپ نے خود یہ بات کہی کہ سینیٹ میں مالی معاملات نہیں آتے ہیں۔ جس طرح ہندوستان میں آتے ہیں وہاں ذرا اس سے مختلف شکل ہے۔ جو آپ نے بیان کی ہے۔ لیکن بہرحال وہاں کسی نہ کسی طرح مالی معاملات زیر بحث آجاتے ہیں۔ لیکن sitting of the two Houses کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ہمارے اوپر بجٹ کا پریشر تھا، تو یہ بات درست نہیں ہے۔ سپریم کورٹ کا جو اس معاملے میں فیصلہ ہے اس کے تحت آپ کو ۲۴ تاریخ تک اسمبلی سے expenditure کی اجازت لینی ہے اور وہ اجازت اسمبلی سے ایک resolution کے ذریعے

بھی لی جاسکتی ہے کہ آئندہ ایک ماہ کے لئے ، دو ماہ کے لئے جو کہ already اس بجٹ میں گزیٹڈ ہے موجود ہے permit کیا جاتا ہے تو اس قسم کی کوئی چیز نہیں تھی لہذا attendant circumstances کا سہارا بالکل غلط لیا گیا ہے اصل issue کو side track نہ کیا جائے اصل issue کو face کیجیئے اور اتنی جرأت کا مظاہرہ کیجیئے کہ ہاں، آپ سے غلطی ہو گئی ہے، آپ اس کی اصلاح کر دیں گے یہ زیادہ پُروقار اور اچھا طریقہ ہے بہ نسبت اس کہ آپ لنڈے لولے سہاروں کے ذریعے سے معاملات کو side track کرنے کی کوشش کریں ۔ ....

جناب سلیم سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر سر ! جناب چیئرمین ! میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج نئے وزراء کا پہلا دن ہے اس ایوان میں ، میری اپنے فاضل دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ ان کو زیادہ تنگ نہ کیا جائے ۔ شکریہ !

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

جی جہانگیر صاحب ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ : جناب چیئرمین ! میں صرف اتنا کہوں گا کہ جب نماز میں غلطی ہو جائے تو سجدہ سہو کیا جاتا ہے تو یہ بھی سجدہ سہو کریں اور جان چھڑائیں ۔

میر نبی بخش زہری : جناب چیئرمین ! میری درخواست ہے کہ میں بھی جان سکوں اور اس ایوان کے ممبران بھی جان سکیں کہ آئین کی آرٹیکل ۶ جو ہے وہ اب ہے یا نہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ جی ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

جناب اعتزاز احسن صاحب ۔

Mr. Aitzaz Ahsan : Mr. Chairman, I congratulate the learned member and your honour that some members have been given more than their time to speak and more than their opportunity even three times the same honourable member have been given chance to speak. We accept that completely but I think that is in the traditions of democracy and therefore, I can do nothing but I congratulate you and the learned member. But what he has said and what the other members supporting him have said have not changed the letter and spirit or the language of the Constitution. They say that at the commencement of the first session after the National Assembly's election, the President must address before any other meeting or sitting of the National Assembly or session can take place, that is what the Constitution does not say. They are confusing the words 'National Assembly' with the composition of the body which must meet. They are confusing the timing, the question of the session with the composition of the session and before the learned Professor spoke I had already submitted that there are three different compositions of sittings that are envisaged in the Constitution and those three different sittings, those three different kinds of sessions are composed of different bodies.

(interruption)

Mr. Acting Chairman : Mr. Akhunzada Behrawar Saeed on a point of order.

Akhunzada Behrawar Saeed : The learned Law Minister is repeating what he has already tried to explain. We are waiting for a new point and I request through you Sir, that he may be kind enough to give us new reply and new interpretation if he wants to.

(interruption)

Mr. Acting Chairman : Thank you. Akhunzada Behrawar Saeed, this is what I mentioned in the very beginning of the debate when it started. It is no point of order. Mr. Aitzaz Ahsan.

Mr. Aitzaz Ahsan : Thank you Mr. Chairman. My learned friend and the honourable members have had a great opportunity to repeat themselves. I am repeating myself only to emphasize the points that they have raised and the absurdity of the points, mere recrimination will not do no the floor of this House. کہ" بودے پوائنٹس ہیں یا یہ ہے" They may have some effect elsewhere but in this House we have to go by the language of the Constitution. And Mr. Chairman, I beseech you and the members regardless of with what pre-conceptions they come into this House to be bold enough, to be again brave enough to admit that this is what the constitution says and that their interpretation is wrong until they have heard me. On this, they had come with a preconception. They had come with a misconception that Article 56(3) implies that no

business can be transacted by the National Assembly or by the Senate until the President has addressed both Houses jointly assembled together, not joint, but assembled together. Now, the misconception is that the Senate can do no business and the misconception is that the National Assembly can do no business until the President has addressed both Houses assembled together. Now that is not so. Mr. Chairman, compared the language of Article 53 and then read at the commencement and then do not read the word 'before' in it. Compare it when the other business is to be excluded the Constitution is clear. The Constitution says :-

> "..after a general election, the National Assembly shall, at its first sitting and to the exclusion of any other business".

This is where the dictate is mandatory. This is where a privilege of a House would be violated, if the House did any business other than electing the Speaker. Here Mr. Chairman, I beseech these members that they have come with misconceptions here. They have come here with wrong notions of the language of the Constitution. They have been perhaps affected. .... *(interruption)*

Mr. Wasim Sajjad : Point of order.

Mr. Acting Chairman : Mr. Wasim Sajjad, on a point of order.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I bring to the notice of the honourable Law Minister that in Article 53(1) it says :-

> "after general election, the National Assembly shall, at its first meeting......"

Now in 56(3), it is a session. There is a difference between a meeting and a session. It is a simple difference of what is required in a session and what is required in a meeting. The two are not the same. So we are talking of the first session, not the first meeting. The first meeting is over.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Aitzaz Ahsan.

Mr. Aitzaz Ahsan : Mr. Chairman, I will not go into it because I do not consider it worth, frankly, a serious consideration what my predecessor has stated because a meeting is a meeting and a session is a session and if we go on on this cementic, we will get no where.....

Mr. Wasim Sajjad : Sir, meeting is a meeting and a session is a session......

(interruption)

Mr. Aitzaz Ahsan : But I will confine myself to Article 56(3) and the learned member would of course want to confine himself to anything but Article 56(3). If there was ambiguity in Article 56(3) then we would refer to the Indian Constitution, then we would refer to the British Practice but Article 56(3) is not ambiguous. It implies the collection, the assembly, the meeting and the session. It implies the meeting and the session of the two Houses assembled together and not of any one House and it does not prescribe that no House can meet before the two Houses have assembled and met together. If the word had been 'before the commencement of the first session', that would have been there. Had the language been, 'at the commencement of the first session of the Senate', that interpretation would have been possible.

I expect Mr. Chairman, that those learned members who have called upon me to make a clean breast of it to tender an apology for having done something which is against the Constitution, I expect them as an honourable member actually to make a clean breast of their false notion with which they have moved this privilege motion and to accept the argument that on the plain language of Article 56(3), there is no breach of privilege under the Constitution. Now Sir, the learned and venerable honourable member, Kazi Sahib has said

کہ اولیت کے معنی اولیت ہیں ۔ اس لئے چونکہ اولیت کی بات ہو رہی ہے آپ اس صدارتی خطاب کو اولیت دیں ۔ میں بصد احترام عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بالکل اولیت اس صدارتی خطاب کو ملے گی لازمی ملے گی لیکن کب اور کون سے سیشن میں اس کو اولیت حاصل ہوگی ۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ سینیٹ کا سیشن ہے کیا وہ اسمبلی کا سیشن ہے یا وہ ، وہ سیشن ہے جس میں دونوں ایوانوں کے ممبران ایک ساتھ بیٹھیں گے اور وہ سیشن شروع ہوگا ۔ جب وہ سیشن شروع ہوگا اس سیشن میں صدر کے خطاب کو اولیت حاصل ہوگی ۔

I assure this House and you Mr. Chairman, that the President will address that session and the session will start with the address of both Houses.

اب میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

This was not a question as was said of a literal or liberal interpretation. There is only one interpretation of the Constitution and that is the interpretation of what the Constitution actually says. We have to read the Constitution not substitute words into the Constitution if it says 'at' we can not substitute it with 'before'. We can not add words

to the Consitution when it does not say that at the commencement of the first session ot the Senate, we can not add the word 'of the Senate' in it. The Constitution must be taken read and adhered to as it is and it is not as it is and it is not a *terri eint* ٹیڑھی اینٹ on which we are building any construction. We are going by the Constitution. We feel, we have read it, we have gone into it. We have examined it before coming here and before calling the session. We have examined the ruling of the Chairman on a similar matter which was with him. We feel quite clear and confident. I may conclude, Mr. Chairman, that there is no breach of privilege and the privilege would be brached if the two Houses assembled together for the first time after the National Assembly's session and the President were not to address that. To that extent this privilege motion is academic. If the President were not to address the assembly of two Houses on the 14th of December then the privilege might or might not be in order in regard to the proceedings of the session of the two Houses assembled together on the 14th of December but as it is as of now. The privilege motion, Mr. Chairman, is inadmissible and may be ruled out of order.

جناب قائمقام چیئرمین : بہت شکریہ ، اس پر بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ممبر حضرات نے بہت ٹھیک وقت پر ہاؤس کی توجہ اس طرف دلائی ہے لیکن جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے اس کی interpretation کی بات کی ہے interpretation میں اب بھی confusion ہے اور چونکہ آرٹیکل ۵۶ (۳) کی interpretation ابھی clear نہیں ہے لیکن اس وقت چونکہ ابھی ۱۴ دسمبر کو جائنٹ سیشن بلایا گیا ہے جس سے صدر صاحب خطاب کریں گے اور آئندہ سال کے لئے وہ سارا پروگرام دیں گے تو سردست میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی کوئی breach of privilege نہیں ہوئی اور رول ۶۲ (ii) (iii) کے تحت اس موشن کو رول آؤٹ کیا جاتا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : ہم اس رولنگ پر احتجاج کرتے ہیں، یہ clear violence of the rules ہے اور ہم بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I would feel that this is unfortunately a form of disrespect to the Chair. I hope and request the members to come back into the House.

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! اب کورم بھی نہیں رہا۔

Mr. Acting Chairman : The House is adjourned for ten minutes.

[The House adjourned for 10 minutes]

[The House re-assembled after interval with Mr. Acting Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair]

جناب قائمقام چیئرمین : جناب طارق چوہدری صاحب ، تحریک التواء نمبر (۲)۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب یہ جو دو نمبر تحریک ہے یہ سینئر وفاقی وزیر محمد اسلم خٹک صاحب کے بارے میں ہے، "رات گئی بات گئی" اس کو تو آپ چھوڑ ہی دیں۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! not pressed ، اس کے بعد آپ کی دوسری ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۸ ہے۔

(i) RE : PRESENCE OF ONE LAC RUSSIAN ARMED FORCES IN AFGHANISTAN

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے حامل اس بین الاقوامی مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے کہ ایجنسی افغان پریس کی اطلاع کے مطابق جسے روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی نے اپنی ۹ ستمبر کی اشاعت میں شائع کیا ہے، افغانستان کے بارہ صوبوں میں ایک لاکھ روسی فوجی موجود ہیں۔ جنیوا سمجھوتے کے مطابق ۱۵ اگست تک نصف روسی افواج کو افغانستان سے

نکل جاتا تھا۔ لیکن ابھی تک افغانستان کے اندر ایک لاکھ روسی افواج موجود ہیں گویا جینوا سمجھوتے پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ جینوا سمجھوتہ پر عمل درآمد میں سستی یا تعطل پاکستان بھر کو براہ راست متاثر کرتا ہے۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے تاکہ اصل حقائق سامنے آسکیں۔

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Sahabzada Yaqub Khan : Opposed.

Mr. Acting Chairman : Opposed, Chaudhry Tariq.

جناب محمد طارق چوہدری: ٹھیک ہے یہ اپنا بیان دے دیں تاکہ صورتحال سامنے آجائے۔

Mr. Acting Chairman : Sahabzada Yaqub Khan.

Sahabzada Yaqub Khan : Mr. Chairman, Sir, the motion is opposed because it is based on a newspaper report regarding the presence of more than 100,000 Soveit troops in Afghanistan after the 15th of August, 1988. The fact of the matter however, is that this information is incorrect as of 15th August 1988 approximately fifty thousand Soviet troops out of a total of a hundred and three thousand had remained in Afghanistan, the rest had been pulled out. We expect that the remaining 50% of the Soviet troops in Afghanistan will be withdrawn at the latest by 15th of February, 1989, as requird under Geneva Agreement. In the light of the above explanation and the fact that the adjournment motion is based on information that is inaccurate, I request that the honourable Senator may consider withdrawing the adjournment motion.

جناب قائمقام چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: کیا محترم وزیر خارجہ یہ بتا سکیں گے کہ ایک لاکھ تین کی جو figure انہوں نے دی ہے total strength کے بارے میں اس کی source کیا ہے اس لئے کہ ایک لاکھ ۲۰ کی figure آئی تھی on official documents میرے علم کی حد تک، تو یہ سترہ ہزار فوجی کہاں غائب ہو گئے؟

Mr. Acting Chairman : Sahabzada Yaqub Khan

Sahabzada Yaqub Khan : This figure has been confirmed by all sources and is not only the figure that is emanated from the Soviet side and has been recognized as the authentic and correct figure.

Mr. Acting Chairman : Thank you.

پروفیسر خورشید احمد : کیا اس میں Military Advisers شامل ہیں؟

صاحبزادہ یعقوب خان : جی ہاں اس میں سب شامل ہیں۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ جی۔ جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : ٹھیک ہے جی۔ Not pressed

قائمقام چیئرمین : اگلا جناب جاوید جبار صاحب۔ نمبر ۱۳

Mr. Javed Jabbar : What subject, Sir ?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, at least, we are entitled to know the content of the adjournment motion. Sir, it may kindly be read out. We would like to know what the adjournment motion of Mr. Javed Jabbar is ?

Mr. Acting Chairman : Not pressed. Mr. Tariq Chaudhry on point of order.

جناب محمد طارق چوہدری : جناب۔ وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا۔

Mr. Acting Chairman : Mr. Wasim Sajjad on a point of order.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, fortunately, I am sitting on the chair which has been vacated by Mr. Javed Jabbar and, therefore, I would request permission to read the adjournment motion. If he is ashamed of reading it, I would read on his behalf.

Mr. Acting Chairman : Thank you. This is no point of order. This is how one changes.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I am not ashamed of the subject of the adjournment motion but I am glad to say that this incident referred to, took place during the tenure in office of the honourable former Minister of Justice and Parliamentary Affairs. It is out of deference to him that I am withdrawing this motion.

Mr. Acting Chairman : Not pressed. Adjournment Motion No. 16.

(ii) *RE* : FIRING ON PROTESTING MOB AT JAMRUD RESULTING IN DEATH OF 5 TRIBESMEN.

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اخباری اطلاعات کے مطابق لوگوں نے جمرود حوالات پر حملہ کرکے دس قیدیوں کو رہا کرا لیا اور مجمع پر پولیس کی فائرنگ سے ایک طالب علم سمیت پانچ افراد مارے گئے ۔ اس لئے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ پاکستان کے نہایت حساس علاقے میں اس طرح کی بگڑتی ہوئی صورت حال کو سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر زیر بحث لایا جائے ۔ شکریہ !

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Javed Jabbar : Sir, the Justice Minister has not come but I would imagine 'yes'. Because the incident referred to is dated... Would the mover care to specify ?

پروفیسر خورشید احمد : جی یہ ستمبر ۸۸ء کا واقعہ ہے ۔

Mr. Javed Jabbar : Sir, Mr. Chairman, if he wishes to press the matter, you know when a new situation exists and a new Government has taken office; if he still wishes to press the motion, we could respond.

پروفیسر خورشید احمد : میرا خیال ہے شاید زیادہ بہتر response یہ ہوتا کہ آپ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے بارے میں جس طرح سے پہلے کیا گیا تھا ایک دن بحث کے لئے مقرر کروالیں ، اور اس سے متعلق جو بھی ایڈجرنمنٹ موشنز ہیں وہ سب لے لی جائیں ۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, we have no objection to this being done by the Chair at an appropriate time.

جناب قائمقام چیئرمین : ٹھیک ہے جی پھر ایک دن مقرر کرتے ہیں with the consent of the Ministry اور پھر اس قسم کی تمام موشنز ایک ساتھ لے لیا جائے Not pressed

Prof. Khurshid Ahmed : No. No. A date would be fixed for debate on internal situation.

جناب قائمقام چیئرمین : ہوگیا جی ۔ اگلی موشن پروفیسر خورشید احمد اور جناب طارق چوہدری صاحب ۔

(iii) RE : ARREST OF A POLICE OFFICER SMUGGLING A LARGE QUANTITY OF ARMS AND AMMUNITION

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ آج کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سہالہ پولیس ٹریننگ کالج کا لاء انسٹرکٹر اور ایک دوسرے فرد کو کوہاٹ (صوبہ سرحد) سے پنجاب میں اسلحہ سمگل کرتے ہوئے پکڑا گیا جس میں ۶۵ راکٹ لانچرز ، ۴۲ ہینڈ گرینیڈ ، ۵۰ کلاشنکوف شامل ہیں اس لئے سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر فیڈرل ایریا کے پولیس آفیسرز کی اس قسم کی غیر قانونی اور شرمناک حرکت ، اور واقعہ کو زیر بحث لایا جائے ۔

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir, on the same grounds.

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے حامل اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ نوائے وقت لاہور ۲۰ ستمبر کے مطابق ، ایک پولیس افسر کو بڑی مقدار میں اسلحہ سمگل کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا ہے اسلحہ جس میں راکٹ لانچر ، بم ، کلاشنکوف ، رائفلیں بھی تھیں پنجاب سمگل کیا جا رہا تھا ۔ یہ فوری نوعیت کا سنگین مسئلہ ہے کیونکہ عرصہ دراز سے پولیس کے بارے میں یہ الزام لگایا جاتا رہا ہے کہ یہ امن وامان قائم رکھنے والا ادارہ سماج دشمن عناصر کی پناہ گاہ بن کے رہ گیا ہے ۔ حالیہ واقعہ میں ایک پولیس آفیسر تخریب کاری کے لئے استعمال ہونے والے اسلحہ سمیت پکڑا گیا ہے جو پوری قوم کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے ۔ لہٰذا اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے تاکہ یہ معزز ایوان ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے مناسب تجاویز پیش کر سکے ۔

Mr. Acting Chairman : Mr. Ahmedmian Soomro.

Mr. Ahmedmian Soomro : I would request that it should be stated when the adjournment motion was moved because circumstances have changed. If it refers to a few months earlier. I think, probably things are different. If it relates to after the new government has taken over then the situation is different. Therefore, I would request that we may be informed as to when this was moved and what the incident was ?

(interruption)

جناب قائمقام چیئرمین : یہ ۲۸ ستمبر ۸۸ء کی بات ہے جی.........

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! یہ وزیر داخلہ ہیں کون؟ کیونکہ ابھی تک تو ہمارے پاس نسیم آہیر ہی چلے آ رہے ہیں ۔ کم از کم ان کی رونمائی تو کرا دیں ۔

جناب جاوید جبار : مسٹر اعتزاز احسن ۔

Mr. Aitzaz Ahsan is holding charge of the Interior Ministry as well as the Justice and Parliamentary Affairs Ministry.

Mr. Acting Chairman : What about these adjournment motions, Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Sir, the basic substance of this adjournment motion also relates to aspects of law enforcement. I suggest that we may take it up as a part of the general discussion which we have already agreed to.

جناب قائمقام چیئرمین : جی پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : جی میں عرض کرتا ہوں ۔ میں حکومت سے ان معاملات کے اندر تعاون کرنا چاہتا ہوں اگر وہ ان موضوعات کے اوپر بحث کے لئے وقت مقرر کر رہی ہے تو ہمیں کوئی اصرار نہیں ہے کہ ہم ان موضوعات کو الگ الگ لیں لیکن ایک بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں میں ایک بنیادی فرق ہے ۔ اس میں ایک specific واقعہ ہے جس کا تعلق فیڈرل پولیس سے ہے ۔ میں نے یہ موشن ۱۲ ستمبر ۸۸ء کو move کی تھی ۔ اور ایڈجرنمنٹ موشن کا جو پارلیمانی

[Prof. Khurshid Ahmed]

زندگی میں تصور ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایوان کے سامنے ایک ایسا مسئلہ آئے اس پر گفتگو ہو سکے لیکن اس کا ایک دوسرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ کسی ظلم کی طرف، کسی زیادتی کی طرف، کسی غلط اقدام کی طرف دلائی جا سکے اور اگر موقع ملے تو حکومت اسے ایوان میں لانے سے پہلے، پہلے اس کا تدارک اور اصلاح کرلے یہ دونوں aspects ہیں تحقیقات کے۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے ۱۲ ستمبر کو یہ تحریک پیش کی تھی تو آیا وزارت داخلہ نے اس کی انکوائری کی کہ معاملہ درست ہے یا غلط ہے۔ اگر صحیح ہے تو ایسے سینئر آفیسر کو جسے دوسروں کو trained کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے اگر وہ خود اس میں involved ہے تو آپ نے اس کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے۔ یہ بات ایوان کے سامنے آنی چاہیئے۔ باقی مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں کہ اس پر عام بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جو specific aspect ہے اس پر معلومات ایوان کے سامنے آنی چاہئیں۔

جناب قائمقام چیئرمین: بالکل صحیح فرمایا۔ جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman I am happy to inform you that the facts are available and if the honourable member wishes a full explanation it is submitted as under :-

The honourable Senator wishes to discuss this particular incident. It should be pointed out that this Police Training College is under the administrative control of the Government of the Punjab and not under the Federal Government. The official involved in the smuggling case is also a provincial officer of the Punjab Police Department. Therefore, purely on a technical basis one could take the plea that this is a provincial matter rather than a Federal matter. However, the summary of the facts are that as intimated by the Provincial Government of the Frontier this particular person is an Inspector of Police and the Excise Intelligence Bureau Peshawar, informed the Levy on the 18th of September, 88 that some saboteurs would try to smuggle arms and ammunition from Darra Adamkhail, Kohat for purposes of sabotage. A police party was detailed who held ناکہ بندی on the road near Chatan's hill and then Sir, there are subsequent details which I don't think it is appropriate at this stage to read out, these can be made available to the hnourable member and he can then.....

Mr. Acting Chairman : He is not interested in the details, what he is interested is that whether some action has been initiated against the officers involved in this incident.

Mr. Javed Jabbar : Sir, I just pointed out it is a matter of the provincial government, the Federal Government will certainly forward to the provincial government the fact that it was raised on the floor of the Senate.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Tariq Chaudhry on a point of order.

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں اپنے فاضل دوست سے بہت ہی ادب کے ساتھ یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگرچہ بقول ان کے یہ اسلحہ پنجاب پولیس کا اہلکار سمگل کر رہا تھا، لیکن سمگلنگ اور اسلحہ بجائے خود یہ دونوں چیز مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہیں یعنی سمگل کرنے والا فرد جو ہے وہ لازماً کسی نہ کسی صوبے سے تعلق رکھتا ہوگا۔ کیونکہ یہاں چار صوبے ہیں تو مرکزی حکومت کی ذمہ داری صرف اتنی نہیں بنتی کہ اسلام آباد میں اسلحہ سمگل نہ ہونے دے بلکہ تمام پاکستان میں سمگلنگ اور غیر قانونی اسلحہ کی روک تھام مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے یہ کہہ کر اس بات سے یہ فرار تو نہیں کر سکتے لیکن مجھے اس بات پر بہرحال کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس کو بھی اس مجموعی بحث میں شامل کر لیا جائے لیکن اس طرح کی technicalities کا سہارا ان کو نہیں لینا چاہیئے، کیونکہ انہوں نے ہی ہمیں بتایا تھا کہ technicalities کا سہارا نہ لو بھئی۔ تو اب یہ بھی نہ لیں۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ جی! جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I am happy to inform the honourable member that no attempt is being made to seek refuge in the technicalities. In fact appropriate action was taken immediately, the driver of the jeep and the sub-Inspector concerned were arrested. The ASI Sikandar Khan has subsequently made a confessional statement in the court stating that they had been doing the job for money as traffickers and suitable legal proceeding will be conducted.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Next Prof. Khurshid Ahmed adjournment motion No. 19.

(iv) *RE*: 25% INCREASE IN THE ELECTRICITY CHARGES BY WAPDA.

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ آج کے روزنامہ "جنگ" راولپنڈی کے مطابق واپڈا نے وفاقی بجٹ کے اعلان کے اڑھائی ماہ بعد گھریلو اور صنعتی صارفین کے لئے بجلی کے نرخوں میں ۲۵ فیصدی کا اضافہ کر دیا ہے ۔ سالانہ بجٹ کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بجلی کے نرخوں میں اچانک اضافے سے اشیائے صرف اور دیگر اشیاء کی قیمتیں متاثر ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے قومی اہمیت کے اس اہم مسئلے پر سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر فوری بحث کی جائے ۔

اگر یہ جاوید جبّار صاحب کے لئے مشکل ہو تو ڈاکٹر محبوب الحق موجود ہیں ان سے مدد لے لیں ۔

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Javed Jabbar : Opposed, Sir.

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر صاحب ! فرمائیے ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! مخالفت کے دو ہی دلائل ہوا کرتے ہیں ۔ دو وجوہات ہوا کرتی ہیں ۔ ایک technical ایک substantive جہاں تک technical کا تعلق ہے تو جیسے ہی یہ اضافہ ہوا ہے اس کے فوراً بعد میں نے یہ تحریک التوا پیش کر دی ہے ۔ مسئلہ بھی اہم ہے ۔ اس لئے کہ ۲۵ فیصدی کا اضافہ اگر گھریلو اور صنعتی دونوں صارفین کے لئے بجلی کے نرخوں میں ہوتا ہے تو یہ عام آدمی کے لئے اس کی cost of living کو بڑھا دیتا ہے اور صنعت کے لئے cost of production کو بڑھا دیتا ہے ۔ اور یہ اضافہ ملک میں inflation کو generate کرتا ہے ۔ نیز بجلی کے نرخوں کے سلسلے میں یہ اصولی بحث بھی آرہی

ہے کہ ملک میں اگر budgetory system رائج ہے تو پھر بنیادی فیصلے بجٹ کے وقت ہونے چاہئیں۔ یہ piecemeal budget making جو ہے یہ بڑا ہی غلط طریقہ ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر ملک کا فنانشیل نظام باقی نہیں رہتا۔ اور بجٹ میں تو وزیر خزانہ کچھ سبز باغ دکھا دیتے ہیں کچھ اچھے وعدے کر دیتے ہیں کچھ داد لیتے ہیں کہ ہم نے ٹیکس نہیں لگایا۔ قیمتیں نہیں بڑھائیں لیکن اس کے بعد پھر ایک ایک چیز کی قیمتیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں کبھی بجلی کی بڑھتی ہے کبھی گیس کی بڑھتی ہے کبھی users charges آتے ہیں کبھی import surcharge آجاتا ہے۔ اور اس طرح لوگ پھر اسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تو آپ technical وجوہ سے دیکھ لیں یا substantive وجوہ سے دیکھ لیں یہ مسئلہ اس اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر بحث ہو اور پھر اگر اسی کے ذیل میں خود واپڈا کی کارکردگی، بجلی کی فراہمی کا نظام لوڈ شیڈنگ اور جو مشکلات لوگوں کو پیش آ رہی ہیں ان کا ذکر بھی آجائے تو انشاء اللہ یہ بھی مفید رہے گا۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ جی۔ جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I appreciate the concern of the honourable member for the impact of any such decision on prices and on the economy, but he will possibly agree with me that there are fundamental policy changes or if not changes, adjustments taking place in the overall system of this country. A budget has just been presented in the Assembly and I would invite his attention to the fact that the President's Address is scheduled for the 14th which constitutes a kind of policy statement of the Government. That address will be debated separately in each House and will cover all principal issues and I would therefore, request that such an issue be raised at that time because it would be logical and topical as well. Thank you.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! جاوید جبار صاحب کا مجھے بہت خیال ہے اور مجھے بڑی ہمدردی بھی ہے ان کی حکومت سے۔ اس لئے کہ انہوں نے بڑی خوبصورتی سے زبان پر اپنی قدرت کا فائدہ اٹھاتے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہوئے یہ بات کہی کہ تبدیلیاں نہیں بلکہ ایڈجسٹمنٹ کی جا رہی ہے ۔ اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے یہ تحریک التوا پیش کرنے کی جرأت دی ورنہ بلاشبہ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ حکومت بدل گئی ہے زمانہ بدل گیا ہے پروگرام بدل گیا ہے ہم بالکل ایک نیا اقدام کرنا چاہتے ہیں اب inflation نہیں آنے دیں گے اب لوگوں کے لئے ضرورت کی چیزیں سستی کریں گے تو شاید میں اس کو فوراً واپس لے لیتا ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آئے تو ہیں وہ انقلابی دعوؤں کے ساتھ تبدیلی کے علمبردار بن کر لیکن خارجہ پالیسی کی continuity کی علامت ، ہمارے محترم اور عزیز وزیر خارجہ ہیں اور مالی پالیسی کی continuity کی علامت ڈاکٹر محبوب الحق صاحب کا بجٹ ہے جس کو پوری ڈھٹائی کے ساتھ کسی بنیادی تبدیلی کے بغیر پیش کر دیا گیا ہے ۔ اگر continuity ہی ہے تو پھر ہمیں بات کرنے کا موقع ملنا چاہیئے اگر change ہے تو ہم موقع دینے کو تیار ہیں ۔

Mr. Javed Jabbar : Sir, I would like to tell you that the mover of the motion is now endorsing the policies of the previous Caretaker Government which he so eloquently and ably opposed or is he now because of the formation of the IJI endorsing the policies of that distinguished individual or that aspect of Government which we feel is in the national interest. When I use the word "adjustment", Mr. Chairman, I must categorically emphasize that it in no way represents a change from the commitment of this Government to its manifesto. At the same time any government assuming responsibility in such extraordinary circumstances in the middle of a financial year with an inherited external debt burden and a devalued rupee and all those other abundant statistics with which the honourable member is well familiar, it would not be appropriate to say that we are immediately radically overhauling and changing the direction of the economy in the middle of the financial year. The budget speech of the Minister of State for Finance acknowledged the harsh realities in which we live. So, when I use the word "adjustment" I only refer to the aspect of pricing or costs that have to be momentarily or sometimes adjusted to reflect market realities or changing situations. I do not wish to oppose the urgency of this issue and I request his indulgence and patience within a week's time, I am confident we will probably be debating the President's Address. I am not at liberty to give a date because that is the prerogative of the President.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں اپنے عزیز دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس پالیسی پر اسی طرح مخالفت کر رہا

ہوں جس طرح میں تین مہینے پہلے یا دو سال پہلے کرتا رہا ہوں اور
تحریک التوا پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ میں اس کے اوپر
اعتراض کر رہا ہوں ، تنقید کر رہا ہوں اس کی تائید اور توثیق
نہیں کر رہا ہوں دوسری بات جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں
ایک sympathetic view لینا چاہتا ہوں اور فی الحقیقت اگر نئی
حکومت اپنی معاشی پالیسی کو بحث کے لئے لا رہی ہے ، جیسے لانا چاہیئے
تو میں خود بھی پوری بحث کو اس وقت کرنا زیادہ بہتر سمجھوں
گا لیکن صرف ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کروں گا کہ یہ کوئی تاریخ
کا عجوبہ نہیں ہے جس کا وہ سہارا لے رہے ہیں اگر ان کی نگاہ
میں تاریخ ہے تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جمہوری نظام میں ہمیشہ
یہی ہوتا ہے کہ جہاں الیکشن ہوا اگر party in power تبدیل ہوتی ہے
تو اپوزیشن چند گھنٹوں میں چارج لیتی ہے اور اس کے بعد اپنے
پروگرام کے مطابق کام شروع کر دیتی ہے میں ان کو مثال دیتا
ہوں کہ انگلستان میں ایڈورڈ ہیتھ کی گورنمنٹ نے ۱۹۷۰ء کا بجٹ
منظور کروایا تھا کول کی سٹرائیک تھی جون میں وہ الیکشن میں گئے
اور الیکشن ہار گئے ، ولسن کی حکومت ۲۴ گھنٹوں کے بعد ہی حکومت میں
آ گئی اور ۴۸ گھنٹوں کے اندر انہوں نے اپنا نیا economic package
announce کر دیا ، ایک ہفتے کے اندر انہوں نے European Economic
Community جس میں ہیتھ صاحب انگلستان کو لے گئے تھے ریفرنڈم
کے ساتھ لے گئے تھے اور Treaty of Rome پر دستخط ہو گئے تھے اس
کو re-negotiate کیا ، یہاں پر تو ایسی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی ہے
اگر حکومت کے پاس vision ہے اور تاریخ اس کے سامنے ہے تو
اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر نئی حکومت اپنی
نئی پالیسی سامنے لے آتی ہے ، بہرحال میں نے یہ حقائق صرف اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

لئے رکھے ہیں لیکن میرا attitude sympathetic ہے اس لئے میں بحث کو موخر کرتا ہوں اس وقت کے لئے جب وہ economic policy پر ہمیں گفتگو کرنے کا موقع دیں گے۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ جی ، not pressed اگلی ، پروفیسر خورشید احمد صاحب اور چوہدری طارق صاحب کی ایک جیسی تحاریک التوا ہیں ، پروفیسر خورشید احمد صاحب ، تحریک التوا ۲۲۔

(v) *RE*: FIRING OF POLICE ON MUSLIMS IN OCCUPIED JAMMU & KASHMIR.

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، روزنامہ " نوائے وقت " راولپنڈی کی خبر کے مطابق ایک حافظ قرآن مسلم خاتون کی بیحرمتی اور اس کے بعد اس کے سفاکانہ قتل کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کو کچلنے کے لیے مقبوضہ جموں اور کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت کی فائرنگ پر ہلاک اور زخمی ہونے کے اہم واقعہ کو فوری طور پر سینیٹ میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ جی ، طارق چوہدری صاحب ، آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ پاکستانی عوام میں بیچینی پیدا کرنے والے قومی اہمیت کے حامل اس بین الاقوامی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ مقبوضہ کشمیر میں پرامن مسلمان مظاہرین پر فائرنگ سے ۲۸ افراد ہلاک ہو گئے ، جاں بحق ہونے والوں میں چار طالبات بھی شامل ہیں ، مظاہرین ایک طالبہ پر ظلم و تشدد اور بابری مسجد پر قبضہ کے خلاف پرامن مظاہرہ کر رہے تھے ، مقبوضہ کشمیر مسلمان اکثریت کا ایسا علاقہ ہے جس پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور مقبوضہ کشمیر میں اکثریت پاکستان کی حامی اور بھارت کے

زبردستی قبضے کے خلاف ہے ۔ اقوام متحدہ نے اس علاقہ کو متنازعہ علاقہ قرار دے رکھا ہے مگر بھارتی ہندو جبرو تشدد اور قتل و غارت گری سے مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں بدلنے میں کوشاں ہیں۔ نتیجاً پاکستان بھر میں اپنے ان ہم وطن مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے خلاف شدید جذبات پائے جاتے ہیں جو بجبر ہندو کی غلامی اور قبضے میں کراہ رہے ہیں۔ لہذا اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے تاکہ انکے مصائب میں کمی کے لئے معزز ایوان تجاویز مرتب کرسکے۔

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Sahabzada Yaqub Khan : Opposed.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میں تو اپنے بڑے ہی عزیز اور محترم وزیر خارجہ سے توقع رکھتا تھا کہ وہ یہ کہیں گے کہ یہ مسئلہ ایسا ہے جس کا تعلق حکومت اور حزب اختلاف کا نہیں ہے بلکہ یہ قومی مسئلہ ہے ، یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے ، یہ امت مسلمہ کا ایک سنگین مسئلہ ہے ۔ اور اس پر ہماری پالیسی یہ ہے اور ہم نے اس واقعہ کے بارے میں یہ کچھ کیا ہے اگر وہ کوئی سٹیٹمنٹ دیتے تو یہ شاید زیادہ مناسب ہوتا لیکن چونکہ انہوں نے بھی ان کی یا نو واردان کی صحبت کی وجہ سے یہ راستہ اختیار کیا ہے کہ مخالفت کی جائے تو میں اپنے خیالات سے مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔

پہلی بات جناب والا! یہ ہے کہ جموں وکشمیر کے جو واقعات ہیں جو حالات ہیں ان کو دنیا کے کسی اور خطے کے واقعات اور حالات کے مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا ان کا ہم سے ایک special relationship ہے یہ حصّہ آج بھی اس پہلو سے متنازعہ ہے کہ جس اصول اور جس بنیاد پر ملک کی تقسیم واقع ہوئی اور ہندوستان اور پاکستان وجود میں آئے جموں وکشمیر کے معاملے میں آج تک اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

اصول پر عمل نہیں ہوا وہ پاکستان کا حصہ ہیں انہیں پاکستان کا حصہ ہونا چاہیئے اور اصول تقسیم ، سیکیورٹی کونسل کی قرار دادیں جنہیں پاکستان نے ہندوستان نے اور اس وقت کی سب سپرپاورز نے قبول کیا ان کی رو سے وہاں استصواب رائے ہونا ہے اور وہاں یہ طے کیا جانا ہے کہ وہ مستقبل میں اپنا الحاق پاکستان سے کریں گے یا ہندوستان سے ۔ جو ہندوستان سے الحاق کا ڈرامہ رچایا گیا تھا وہ غیر قانونی ہے اس کو دنیا نے تسلیم نہیں کیا ہے ہم نے اسے تسلیم نہیں کیا کشمیریوں نے اسے تسلیم نہیں کیا پورے برصغیر کے مسلمانوں نے اسے تسلیم نہیں کیا اور ہم اسے تسلیم نہیں کر سکتے تو اس بنیاد پر دراصل جموں وکشمیر کے معاملات کے بارے میں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ غیر متعلق معاملات ہیں یا کسی اور دنیا کے واقعات ہیں یہ وہ واقعات ہیں جو ہمارے سامنے ہو رہے ہیں اور ہمیں ان کا شعور بھی ہونا چاہیئے اور ہمیں ان کے بارے میں چوکنا بھی ہونا چاہیئے ہمیں اس کی کسک محسوس کرنی چاہیئے اور اس کا ہمارے ہاں رد عمل ہونا چاہیئے ۔

دوسری بات جناب والا ! یہ ہے کہ جس پس منظر میں یہ واقعہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی مساجد پر قبضہ کرنے کا اور ان کو مندروں میں تبدیل کرنے کا ایک سفاکانہ عمل ہے جس پر کہ وہ برابر چل رہے ہیں اور اس وقت بابری مسجد کا مسئلہ اس سلسلے میں اس کی علامت بن گیا ہے اور صرف ہندوستان کے مسلمان نہیں پوری دنیا کے مسلمان اس مسئلے میں involved ہیں میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر آپ کو بتلاتا ہوں کہ عرب دنیا میں ترکی میں انگلستان میں یورپ کے دوسرے ممالک میں امریکہ میں ، ہر جگہ مسلمان بابری مسجد کے

اوپر پریشان ہیں، مضطرب ہیں احتجاج کر رہے ہیں، قرار دادیں پاس کر رہے ہیں کمیٹیاں بن رہی ہیں، رائے عامہ کو mobilize کیا جا رہا ہے اور خود ہندوستان میں بھی مسلمان اس کے لئے سر پر کفن باندھ کر جدوجہد کر رہے ہیں تو یہ تھا وہ پس منظر جس میں کہ کشمیر میں یہ واقعہ رونما ہوا اب اس واقعہ کے اوپر پاکستان کا فوری ردعمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہمیں اس پر احتجاج کرنا چاہیئے ہر سطح کے اوپر سیاسی سطح پر بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ لیاقت نہرو پیکٹ جو میری نگاہ میں اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ ۳ جون کا اعلان، ۳ جون کے اعلان میں اگر تقسیم ملک کا نقشہ پیش کیا گیا تو لیاقت نہرو پیکٹ میں اس اصول کو تسلیم کیا گیا کہ گو ہندوستان اور پاکستان کی دو آزاد مملکتیں وجود میں آگئی ہیں لیکن ہندوستان میں رہنے والی مسلمان اقلیت میں پاکستان کا انٹرسٹ ہے اور اسی طرح پاکستان میں رہنے والے ہندوؤں کے بارے میں ہندوستان کی دلچسپی ہے اور اس کا احترام کیا جائے گا اقلیتوں کا تحفظ کیا جائے گا اور اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو پھر دونوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کریں اور جو بھی اصلاح کی تدابیر اختیار کر سکتے ہیں، وہ کریں۔

جناب والا یہ ہے وہ بنیاد جس کی بنا پر کشمیر میں ہونے والا واقعہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ جس میں اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کو شہید کیا گیا عورتوں، نوجوانوں، بوڑھوں، لڑکیوں، بچیوں سب کی بیحرمتی کی گئی ان کو قتل کیا گیا یہ ایسا واقعہ ہے جس کے اوپر پاکستان کو قومی سطح پر احتجاج کرنا چاہیئے world opinion کو mobilize کرنا چاہیئے اور محض یہ بات کہ اخبارات کے اندر ڈیڑھ کالم کی ایک خبر آ جائے اور ہم اس کے اوپر سو جائیں یہ دراصل قوم کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ضمیر کے مردہ ہونے اور حکومت کی اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوری طور پر چوکنا اور تیار نہ ہونے کی دلیل ہے یہ وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے پر بحث ہونی چاہیئے بار بار ہونی چاہیئے اور جب ایسا کوئی واقعہ ہو ہمیں فوراً اس کا نوٹس لینا چاہیئے ہمارے ملک کو بھی ہماری حکومت کو بھی ہماری پارلیمنٹ کو بھی، اس لئے کہ یہی وہ طریقہ ہے جس سے آپ ایک طرف جموں و کشمیر کے مسلمانوں کو یہ حوصلہ دلائیں گے کہ وہ اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں دوسری طرف ہندستان کے مسلمانوں کو آپ یہ یقین دلائیں گے کہ پاکستان کی قوت صرف پاکستان ہی کی نہیں بلکہ تمام مظلوم مسلمانوں کے لئے ایک سہارا ہے اور بین الاقوامی opinion آپ mobilize کر سکیں گے اور bilateralism کے جس شکنجے میں ہمیں کس دیا گیا ہے جس کی بنا پر کشمیر کا مسئلہ پچھلے ۱۵ سال سے غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے میں مبارک باد دیتا ہوں موجودہ وزیر خارجہ کو کہ انہوں نے تازہ ذمہ داریاں قبول کرنے سے پہلے تک کم از کم بین الاقوامی پلیٹ فارمز پر کشمیر کا ذکر کیا اور ایک مدت کے سکوت کے بعد ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک کسی بین الاقوامی پلیٹ فارم پر کشمیر کے مسئلے کو نہیں اٹھایا گیا لیکن صاحبزادہ صاحب نے اس کے بعد اس مسئلے کو اٹھایا ہندوستان نے اس پر احتجاج کیا، غیر جانبدار کانفرنس میں اسے اٹھایا اقوام متحدہ میں اٹھایا اسلامی کانفرنس کی تنظیم میں اٹھایا اس سے پہلے ہم پرائیویٹ پلیٹ فارم پر اٹھاتے رہے تھے لیکن انہوں نے یہ کام کیا اور خدا کرے اسے جاری رکھ سکیں اور آگے بڑھا سکیں ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ بات کہیں کہ کشمیر میں جب کوئی واقعہ ہو یہ نہیں ہے کہ ایک واقعہ ہو گیا اور آپ نے اس

پر بیان دے دیا تھا جب کوئی واقعہ ہو کم از کم اس کا نوٹس لیں ہم نے اس کے لئے public opinion کو mobilize کرنا ہے اور کوشش کرنی ہے کہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر یہ چیز اٹھے اس بنا پر ہم ضروری سمجھتے ہیں اس پر گفتگو ہو۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ! جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین میرے فاضل دوست پروفیسر خورشید احمد صاحب کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے یہ یقینی بات ہے کہ ہمارے نہایت معزز خوش گفتار، خوش اطوار اور خوش کردار وزیر خارجہ نے اس تحریک کی واقعتاً مخالفت نہیں کی ہے وہ عادتاً یا سہواً ایسا ہو گیا ہے میں یقین رکھتا ہوں اس پر مزید دلائل کی ضرورت نہیں ہو گی اور وہ یقیناً ان مظلوم کشمیری مسلمانوں کی جو ہمارا حصّہ ہیں مظلومیت پر اس ایوان میں آواز اٹھانے سے ہمیں نہیں روکیں گے اور یقیناً جو سہو ان سے ہو گیا ہے اس کی وہ تلافی کرتے ہوئے اس ہاؤس کو اجازت دیں گے کہ وہ اس بارے میں تفصیل سے بحث کرے۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ! جی جناب صاحبزادہ یعقوب صاحب

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب! مجھے تھوڑا موقع دیں۔

جناب قائمقام چیئرمین : اخونزادہ صاحب! میرے خیال میں ایڈجرنمنٹ موشن کا ٹائم بھی over ہو گیا ہے اور صاحبزادہ صاحب شاید کوئی سٹیٹ منٹ دیں جس سے مسئلے کا حل نکل آئے ایڈجرنمنٹ موشن کا آدھا گھنٹہ ہو گیا آپ بولنا چاہیں تو ضرور بولیں لیکن پھر آج کا بزنس ختم نہیں ہو سکے گا۔ اخونزادہ صاحب پھر آپ فرمائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! کشمیر کا مسئلہ یا جموں و کشمیر سٹیٹ قائد اعظم کے الفاظ میں میں عرض کرونگا کہ وہ پاکستان کی شہ رگ ہے وہ ایک متنازعہ علاقہ ہے۔ باالفاظ دیگر اس پر ہم بھی حق جتاتے ہیں ہندوستان والے بھی اپنا حق جتاتے ہیں وہاں جو کچھ واقعہ ہوتا ہے اس کو ہم پاکستانی کسی طرح سے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ لیاقت نہرو پیکٹ جس کی طرف میرے دوست نے اشارہ کیا اسی چیز کے لئے ہے کہ minorities ایک trust ہے ہر ایک ملک کے پاس ایک sacred trust ہے اور وہ ان minorities کے حقوق کا تحفظ کرے۔ اس بات پر میں یہ کہوں گا جناب عالی جناب صاحبزادہ صاحب اگر سہواً اس مسئلے کی مخالفت کرتے ہیں یا کسی اور وجہ سے مخالفت کرتے ہیں تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس مسئلے پر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دیجئے۔ یہ ایک کشمیر نہیں ہے ہندوستان میں تقسیم سے پہلے تقریباً ۷۰۰ ریاستیں تھیں۔

Alongwith independence there was an instrument of accession.

اور اس میں یہ ایک لازمی کلاز تھی کہ جس سٹیٹ کی زیادہ آبادی مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کے ساتھ پاکستان dominion کے ساتھ یا dominion ہندوستان کے ساتھ شمولیت کرے انہوں نے کس بنا پر دکن حیدر آباد پر یلغار کی۔ جوناگڑھ پر کیوں یلغار کی۔ مناودر پر وہ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں اور کشمیر کا مسئلہ خود اٹھا کر نہرو صاحب نے وہاں (اقوام متحدہ میں) پیش کیا اب وہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ اٹوٹ انگ ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ہماری شہ رگ ہے اس واسطے اتنے سال تک اس معاملے کو cold storage میں رکھا گیا۔ اب وقت آگیا ہے کہ کم از کم

اس ہاؤس کے اراکین کو یہ موقع دیا جائے وہ اپنا بھی بیان دیں اپنی گورنمنٹ کی پالیسی بھی بیان کریں لیکن میں یہ کہونگا کہ راجیو کے آنے سے پہلے اس پر بحث ہو۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کے قتل پر ہولیاں مناتے ہیں انہیں اس ملک میں آنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ متنازعہ ہے یہاں راجیو یا کسی اور کے آنے کا کوئی موقع نہیں ہے اور ہم اس کو کسی قسم کی اجازت نہیں دیں گے بلکہ احتجاج کریں گے میں صاحبزادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ یا تو ساری پالیسی جو ان کے متعلق ہے جس کی طرف میں نے اشارہ بھی کیا ہے۔ جوناگڑھ بھی ہے مناوررر بھی ہے دکن بھی ہے اور یہ بھی ہے اس کے بارے میں اپنی پالیسی بتائیں کہ آپ ادھر خاموش کیوں ہیں اور وہ کس چیز پر اور پھر خاص کر وہ cease fire line کو توڑ کر کنٹرول لائن پر بھی لائن ڈالے جا رہے ہیں یہ کنٹرول لائن کی کیا حیثیت ہوتی ہے اور پھر شملہ معاہدے میں کیا چیزیں ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں جو فارن منسٹر ہمارے سامنے رکھے ہمیں موقع دے کہ وہ سارے کے سارے ڈاکومنٹس ہمارے سامنے آئیں۔ ہم اس ملک کے معزز شہری ہیں۔ اور ہم اس معزز ایوان کے ممبر ہیں ہمیں یہ حق پہنچتا ہے ہم وہ ساری چیزیں جاننا چاہتے ہیں جن کے تحت ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ یا ان کی زبان بند ہے۔ اس لئے میں ان تجاویز کی تائید کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمیں اس موقع سے محروم نہیں کیا جائے گا اس وجہ سے کہ سارک کانفرنس ہو رہی ہے یا اس وجہ سے کہ یہ نئی گورنمنٹ ہے۔ نہیں ہم سب پرانے ہیں۔ گورنمنٹ اگر نئی ہے تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! صاحبزادہ صاحب۔

Sahabzada Yaqub Khan: Sir, I fully share the sense of anguish and deep dismay of the honourable Senators. Such an incident of violance hurts the sentiments of the Muslims not only in Pakistan but also everywhere in the world. People cannot possibly remain indifferent and insensitive to such repressive and outrageous actions. It was natural for the Muslims of Occupied Kashmir to give expression to their anguish on this incident. It is equally natural that the honourable members should have drawn the attention of the House to this most unfortunate and deplorable incident. I know how sensitive the question of Jammu and Kashmir is and rightly for all of us in Pakistan and it is our hope that the authorities in Kashmir will prevent further occurrences of such violent incidents which are totally unjustified and would take appropriate measures to ensure safety and security of the Kashmiri Muslims. Incidents such as this highlight to the need for a just and honourable settlement of the Jammu and Kashmir dispute. We have not failed and in every forum we raised this issue. It was rightly pointed out and I am grateful for the notice that the honourable Senators took on this fact. We have raised this issue in every international forum in the last certainly six or seven years and shall continue to do so.

As regards the admission of the adjournment motion in view of the strong feelings that have been expressed, I would be happy to recommend the admission of this adjournment motion and a suitable date can be fixed for discussing an issue that has agitated rightly the Senators and is one of vital importance. I might mention that without prejudice to the importance of this subject and vital need to address it, our endeavour continues to be while remaining firm on the principles that we have expoused and without in any way prejudicing our national stand. Our endeavour continues to be to improve relations with our Indian neighbours but this does not in any way mean that we should surrender, give up or accept any erosion in our well-known positions on all subjects which are the basis of differences between us and India. Thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you. The motion is admitted. Time will be fixed for its discussion. This brings us to the end of the adjournment motions.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر، اس بارے میں میں بھی ایوان کے ساتھ ہوں، لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے اس ایوان نے یہ طے کیا تھا کہ جب بھی قومی اسمبلی میں بجٹ پیش کیا جائے گا تو بجٹ documents، یہاں بھی lay down کئے جائیں گے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : یہ کئے ہیں ، یہ دیکھیں میرے پاس پڑے ہوئے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : نہیں کئے ، ہمارے پاس نہیں آئے ہیں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : یہ پہلے ہی ایوان کی میز پر رکھے جا چکے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : یہاں نہیں ہیں ، اگر کسی کے پاس ہوں تو میں نہیں کہہ سکتا ہوں ۔ لیکن سب ممبروں نے یہ کاغذات وصول نہیں کئے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : ہم وزیر خزانہ کو کہیں گے کہ وہ آپ کو سپلائی کر دیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : شکریہ ۔ اب further کیا decision ہے ۔

ایک معزز رکن : ایڈجرنمنٹ موشن کو لیتے ہیں ۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : نہیں جناب ، اب ایڈجرنمنٹ موشن کو چھوڑ دیں ۔ دوسرے ایجنڈے پر آئیں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : ایجنڈے پر دوسری بہت ساری آئیٹمز ہیں ۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : ایجنڈے پر بہت اہم بل ہے ، آپ مہربانی کر کے پہلے اسے پیش کر دیں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : ہاؤس کی کیا رائے ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : میرا خیال ہے compromise یہ ہے کہ باقی بزنس نہ کریں اور آپ نوابزادہ صاحب کے بل کو ایڈمٹ کر لیں تاکہ یہ کمیٹی کے پاس چلا جائے

جناب قائمقام چیئرمین : ٹھیک ہے نوابزادہ صاحب آپ بل پیش کریں ۔

THE PAKISTAN WELFARE STATE BILL, 1988

Nawabzada Jahangir Shah : I move for leave of the House to introduce the Bill to provide for a Welfare State (The Pakistan Welfare State Bill, 1987) to be called the Pakistan Welfare State Bill, 1988.

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Aitzaz Ahsan : Is this being referred to a committee.

Mr. Acting Chairman : That will be after the leave is granted.

Mr. Aitzaz Ahsan : Mr. Chairman, if he introduces a Bill.......

Mr. Acting Chairman : No, he has asked for the leave to introduce the Bill.

(Pause)

Mr. Acting Chairman : It is not being opposed by the treasury benches. Nawabzada Sahib now you can introduce the Bill.

Nawabzada Jehangir Shah : Thank you, Sir. I now take leave of the House to introduce the Bill in the House.

Mr. Acting Chairman : The Bill stands introduced in the House and referred automatically to the Standing Committee concerned.

With this I have received an order from the President just now.

In exercise of the powers......

(interruption)

Mr. Acting Chairman : Wasim Sajjad Sahib when the Chair is speaking no intrruption, please, have your seat.

Mr. Wasim Sajjad : Before you prorogue it Sir,.......

Mr. Acting Chairman : When the Chair is speaking please have your seat.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, we are requesting the Chair not to speak so that we can express our views on the prorogation order. We want to make our views known on the prorogation.

جناب قائمقام چیئرمین : وسیم سجاد صاحب ویسے یہ litigation والی بات ہے۔

You know and you have been a Minister for Law and Justice and you are well aware of this procedure that when the Chair is speaking how can you express your views ?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, we are requesting you to at least let our views be known on this question. Sir, we have great respects for the Chair. We want you to take note of our views on this question, we are not opposing anything. All we are saying Sir is

that we were given the business for the next days uptil the 22nd of December. So, this was the business given to us and today we are being told that the House is being prorogued. It is the first time in the history of the Senate that this has happened, we would request the honourable Justice Minister to tell when they would like to call us again because otherwise we all feel that the voice of this House is being stifled and this is not in the interest of democracy, not in the interest of the members, not in the interest of the Government. So, therefore, Sir, we very respectfully request the honourable Justice Minister to tell us what is the programme, why this joke with the House today calling us for three hours and then saying you are prorogued. We just request the honourable Minister to let us know.

(مداخلت)

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: قبل اس کے کہ وزیر صاحب بولیں، میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک عجیب و غریب قسم کا مذاق ہے کہ آپ سارے ملک سے لوگوں کو یہاں جمع کرتے ہیں۔ آپ ہمیں پینڈنگ بزنس کی ایک فہرست بھیجتے ہیں۔ جو کہ پورے چار صفحات کے اوپر پھیلی ہوئی ہے، جس میں ۲۰ سے زیادہ آئیٹمز موجود ہیں، جس میں بدقسمتی سے ایسی ایڈجرنمنٹ موشنز بھی ہیں جو وقت کے تقاضے اور urgency کی بنا پر اس ایوان نے منظور کی تھیں، لیکن اس ایوان کو اس پر گفتگو کرنے کا آج تک موقع نہیں مل سکا۔ ۲۲ آئیٹمز کی وہ طویل فہرست آپ نے سرکولیٹ کی ہے کہ یہ اس ایوان کا ایجنڈا ہے جو کہ پینڈنگ ہے۔ یہاں پر ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ ۲۲ ر دسمبر تک آپ کا شیڈول ہے۔ اور اس کے بعد آسمان سے یہ guillotine نازل ہو جاتی ہے کہ ہم اس ہاؤس کو Prorogue کر رہے ہیں، یہ جمہوریت کے ساتھ مذاق ہے، موجودہ حکومت کو سمجھنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے انتخاب کے بعد بھی عوام کو چہرہ دکھانا ہے، جواب دہی کرنی ہے اگر جمہوریت کے ساتھ اس قسم کے مذاق سے اپنے اقتدار کا آغاز کریں گے تو یہ بڑی بدفال ہوگی اس لئے میں ان کو warn کرتا ہوں

[Prof. Khurshid Ahmed]

اور میں ان کو مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ یہ ہتھکنڈے استعمال نہ کریں، سینیٹ کو آپ نے کال کیا ہے، کل صدر کا انتخاب ہے، ایجنڈا موجود ہے، اس پر ایوان کو کام کرنے دیجئے۔

Mr. Aitzaz Ahsan : Mr. Chairman, I don't know why motives are attributed unnecessarily on the floor. I don't know why opposition is being conducted for the mere sake of opposition. I have not been allowed to give an explanation and motives are being attributed. Now, the situation is this that there are certain constitutional exigencies which we are faced with. The budget has to be passed by the 23rd of December. The National Assembly is to debate that budget. We want to give the members a full chance to debate that budget. All the honourable Senators will be here tomorrow for the election of the President, they will be again here within a day or so after that for the address of the joint Assembly of the two Houses of which so much has been said as to why it has not been called. They are being summoned for that. After that the Government and the members of the National Assembly, with great respect I submit, are going to be preoccupied totally, completely with the discussion on the budget. The budget, I submit, is a priority, not that at any time ever will this House not be given priority but you look at it from this point of view Sir, that the budget is a priority. There is a constitutional deadline which we have to keep. If we don't keep that all salaries paid to all Government servants, all salaries paid to the Judges to everybody, all expenditures of the Federation, everything will become illegal and we have been given, we want a full debate on what the Government is going to spend and what the Government is going to take from the people. We want a full debate on that.

Now, if the honourable members of this House were only to understand and not to impute motives, this is what I submit, even on the earlier privilege motion and now motives are just attributed to the Law Minister, to the Government to anybody, the point, as I have submitted, is simple. The House is being prorogued not because we do not want the House to debate issues, not because we are avoiding the House, not because of anything else but that tomorrow is the election of the President. Just two days later the House will meet alongwith the National Assembly for the Address of the President and then the Government will, with great respect I submit Sir, be so preoccupied because the members in the National Assembly, we worked out, want to debate and we want to give full chance to everybody to debate the budget and debate any measure that we bring before this House or the other House. So, I would submit, I would beseech the members of this House that merely to oppose something without even asking for an explanation from the other side, without even so much as hearing us they are passing judgement; this for very distinguished, very honourable, very senior parliamentarians with such experience, we are as yet entering this world of

parliamentary practice, they have been in it before, I don't expect this of them. I expect that they will at least here us before they pass judgement. These are the reasons for the prorogation of the Senate and if it is unprecedented, it is also unprecedented that we have to pass a budget beyond the normal date line which should have been 30th of June at a time that the Supreme Court has allowed until 23rd of December. It is also unprecedented that elections were held beyond the date which dates were defended by them and which dates were upheld and they went alongwith those dates beyond the dates prescribed in the Constitution. It is also unprecedented that this country today functions on the fiat of a verdict of the Supreme Court, all disbursements and all appropriations are being made to that effect. So, if this august House is being prorogued, it is not out of any motive that is of malice or motive, it is out of reasons and cause for the service of the State and the country.

Mr. Acting Chairman : Dr. Mahbubul Haq, point of order.

Dr. Mahbubul Haq : I just want it to point out Mr. Chairman, that it will be in the best national interest that the Government and the Senate do not start on a note of confrontation. So far as the budgetary compulsions are concerned the life of the Finance Bill which was re-issued on 26th October, 1988 is uptill 26th February, 1989 as such the budget can be passed till then. So far as expenditure is concerned which the Supreme Court has given permission till the 23rd of December, I gather IJI will be making a generous offer to the Government in the budget debate this evening that they are quite willing to join the Government under Article 85 of the Constitution to give permission for expenditure on vote on accounts which the Assembly can do upto four months. So that that should not be the constrainted in order to pass the budget and the Government should have enough time.

Secondly, Sir, since we will be here to hear the Address of the President to the joint session. It is only fair that immediately after that the Senate should be in session to debate that very address for which the earlier debate has occurred in the earlier unpleasantness which I wish also could have been avoided. The Government could have pleaded attendant circumstances, a new Government, a President has to be elected on the 12th and all that and it kept the tradition at least that there will be an Address of the President at the commencement and there will be a substantive discussion. I believe Sir, we want to meet the Government in a bipartisan spirit to help in national interest. It does not help them, it does not help the dignity of this Upper House that we should start on a note of confrontation and it is in that spirit, I will suggest to them, to think very carefully before setting the tradition of proroguing the House, the Senate, on the very first day it is convened. It is an insult to the Senate; it is an insult to this Institution and it is an insult to the dignity of the democratic process. Thank you.

Mr. Acting Chairman : Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan : Mr. Chairman Sir, I am constrained to bring it to your kind notice that we Senators do not enter this august House with preconceived ideas. We do not believe in mere confrontation. We do not believe in opposing things for the sake of only opposition. We only speak our minds when we feel there is something wrong with something which is against the interest of the country, something against democracy and if you do not do it then I am sure we will be failing in our own duty. This morning when we found out that this House is going to be prorogued within the first four hours, this was brought to your kind notice by one of our brothers here and we also requested the Minister Incharge for Parliamentary Affairs to give us the reasons for the prorogation of this House. He kept quiet. Had he given the reasons there and then we would not have brought it again to your notice and there would not have any heart breaking now. I again assure the Minister that we are all experienced people here in this House and we do not believe in confrontation. We would definitely cooperate with this Government if we feel that anything is good for the country and the greatest number of the people are going to benefit out of it. But if there is something wrong with it, it is our duty to bring that to your notice. So, with these words, I would like to finish the idea that he has in mind that we come with preconceived ideas and we give notice to certain things without realizing its effects later on. Had he given the reasons earlier this thing would not have come to your notice.

Mr. Acting Chairman : Thank you very much. Just to set the record right, I never asked for the reasons earlier, I just asked that it is not in my notice. Professor Khurshid Ahmed, let us not make a debate of it. What you wanted to say you have said already.

> "In exercise of the powers conferred by Clause 1 of Article 54 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan. I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 11th December, 1988."

Sd/-
(Ghulam Ishaq Khan),
President.

The Senate stands prorogued.

[The Senate prorogued sine die].

PCPPK–Litho/2658/88-89/Senate–29-2-92–300 Books.